TRANSMIGRATION OF SOULS.

آئندہ زندگی

کیا

آواگون یا ابدی زندگی ہے؟

من تصنیف

پادری جی۔ ایل ٹھاکرداس۔ اے۔ پی۔ مشن



CHRISTIAN LITERATURE SOCIETY FOR INDIA
PUNJAB BRANCH. LUDHIANA 1908.

جسکو
کرسچن لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا نے
شائع کیا

۱۹۰۸ء

دفعہ دوم

قیمت ۲ر

تعداد جلد ۳۰۰۰

Price 2 as.

آئندہ زندگی

حصّہ اوّل

آواگون یعنے ہندوؤں کی آئندہ زندگی

دیباچہ

آیندہ زندگی کا یعنے موت کے بعد کا احوال خود ہی معلوم کرنا انسانی عقل کے لئے بہت ہی مشکل بلکہ ناممکن ہے سوائے اِس کے کہ خدا کی طرف سے خاص طور پر عرفان بخشا نہ جائے۔ ہم مشاہدہ سے جانتے ہیں کہ انسانی عقل کا علم اِس عالم کی دیدنی چیزوں کی بابت بھی محدود اور ناقص ہے۔ حتّٰی کہ آدمی جب ایک جگہ ہے تو اسی وقت دوسری جگہ نہیں ہو سکتا۔ اُس کے لئے گویا دیوار کے پیچھے پردیس ہے۔ اِس حال میں مجرد اور محدود عقل کی کیا مجال ہے جو پردہ موت کے پیچھے کا حال گھر بیٹھے یقینی طور پر معلوم کرلیوے۔ چنانچہ آیندہ زندگی کی بابت ہندو رشیوں اور فلاسفروں کے خیالات کی نسبت ذیل کی باتوں کا خیال رکھنا چاہئے:۔

اوّل۔ وہ بزرگ نہ صرف آئندہ زندگی کی بابت باہم برخلاف سوچیں سوچ گئے ہیں بلکہ نادیدہ اور غیر مفہوم خدا کی بابت بھی شک میں رہے جو موجودہ اور آئندہ زندگی کا بانی

ہے- دیکھو- رگوید- منڈلہ ۱۰- منتر ۱۲۹ اسکنہ ۴ و ۶ و ۷ +

(۴) "بعد اُس کے پہلے خواہش اٹھی جو آتما کا ابتدائی بیج اور انکو انتھی رشیوں نے اپنی عقل سے تلاش کرتے ہوئے ہست کا رشتہ نیست کے ساتھہ معلوم کیا +

(۶) کون جانتا ہے- یہان کون ہے جو بیان کرسکتا ہے کہ کہان سے یہہ خلقت پیدا ہوئی اور کہاں سے نکلی؟ دیوتے اس عالم کے نمود سے پیچھے ہیں- تو کون جانتا ہے کہ یہہ کہاں سے ہستی میں آئی؟

(۷) وہ جو اس خلقت کی سب سے اول اصل ہے آیا اُس نے اُسے بنایا یا نہیں بنایا؟ وہ جس کی آنکھہ بلند آسمان سے اس دنیا کی نگراں ہے وہ ٹھیک جانتا ہو- یا شاید وہ بھی نہیں جانتا ہے"- (از ترجمہ انگریزی گرفتھہ صاحب) +

ظاہر ہے کہ ویدوں کے رشی خدا اور اس خلقت کی بابت اپنی ناواقفی کے اقبالی ہیں اور اپنے الہام کے مدعی نہیں- صرف اپنی عقل کی تلاش کا نتیجہ سنایا ہے- اُن کے ایسے اظہار سے ویدوں کا ازلی یا الہامی ہونا قائم نہیں ہوسکتا- ایسے لوگ ہم کو آئندہ زندگی کی بابت کیا سکھلا سکتے ہیں +

پھر اُپنی شدوں سے بھی ظاہر ہے کہ اُپنی شدوں کے مصنفوں نے صرف اپنے بزرگوں کے سنے سنائے خیال لکھے ہیں- الہامی مشاہدہ کا خیال بالکل متروک ہے چنانچہ تلاوکار اُپنی شد- پہلا کہانڈ- آیت ۴ میں اُستاد اپنے شاگرد کو بتیں یا برہمن کی تشریح کرتے ہوئے یوں کہتا ہے کہ "وہ معلوم سے جدا ہے اور نامعلوم سے اعلیٰ ہے یوں ہم نے قدما سے سنا جنہوں نے ہم کو اسی طرح سکھلایا ہے" +

پھر ایسا اپنی شد کی آیت ۱۰ و ۱۳ میں مصنف کہتا ہے کہ "حقیقی گیان سے وے کہتے ہیں کہ ایک چیز حاصل ہوتی ہے- اور اُس سے جو گیان نہیں ہے وے کہتے ہیں کہ دوسری

چیز حاصل ہوتی ہے- یوں ہی ہمنے دانشمندوں سے سنا ہے جنہوں نے ہم کو یہہ سکھلایا"

Sacred Books of the East. Vol I Upnishads.

یہہ مصنف اپنے پہلے راویوں کے الہامی ہونے کا بھی پتہ نہیں دیتے-

پھر بھگوت گیتا میں اگرچہ کرشن جی کی بڑی تعریف کی گئی اور مصنف نے اُنکو سب کچھہ جاننے والا بتلایا ہے تاہم اُسی کرشن کے منہہ سے کل وجودوں کی بابت لاعلمی ظاہر کردائی ہے کہ

"ہے ارجن ان کا سابقہ حال جانا نہیں جاتا جو یہہ کہاں سے آئے اور آئندہ حال بھی اُنکا جانا نہیں جاتا جو یہہ کہاں گئے ہیں- بیچ میں یہہ دیکھنے کو بیچ دکھائی دیتے ہیں"- (بھگوت گیتا- ادھیا ۲ آیت ۲۸)-

اس حال میں ہندو رشیوں اور فلاسفروں اور اوتاروں کے خیالات آواگون کی بابت سند نہیں ہوسکتے +

دوم- ہندوؤں میں آواگون آتما کے بار مبار جنم لینے کو کہتے ہیں- ایک قسم کے جسم کو جب چھوڑتی ہے تو دوسرے قسم کے جسم میں پیدا ہوتی ہے- برہما کے ایک کلپ بھر میں اس کے آواگون کا یہی دور رہتا ہے- اور ایک کلپا* کے خاتمہ پر آتما اور سب سنسار برہما میں لی ہوجاتا ہے- آواگون سے رہائی پانا مکتی ہے- اور یہہ رہائی حاصل کرنے کی تدبیر

* کلپہ سے مراد وقت کا حصہ یا ایک عظیم انقلاب زمانہ ہے- اور برہما کا کلپ وہ بڑی تبدیلی کرنے والا وقت ہے جو ہستی اور نیستی کے دور بناتا ہے اور برہما کا ایک ایسا وقت یا دن رات (......۲۴) دو کروڑ چالیس لاکھ برسوں کا ہوتا ہے- یہہ برہما کے جاگنے اور سونے کے برس ہیں اس عرصہ میں برہما کی کارروائی بموجب منو شاستر کے حسب ذیل ہے:- ادھیائے پہلا آیت ۵۰ اور ۴۷-

ہی کہ دویت کو من سے دُور کرے ورنہ آواگون ضرور ہوگا اور دویت کو دور کرنے کی تدبیر منو نے دھرم شاستر میں یوں لکھی ہی کہ

"لوگ یہاں نت کی حالت کو حاصل کرتے ہیں ان ذریعوں سے کہ کسی کو نقصان نہ پہنچاویں۔ اندریوں کا موہ نہ رکھیں اور وید کرموں پر عمل کریں"۔ (یعنے ویدوں والی قربانیاں ادا کرے) تپ کرے۔ (منو ۶-۷۵)۔ اس طور سے رفتہ رفتہ سب موہ کو تیاگ کر دویت سے آزاد ہوا کیلیے برہم میں قائم ہو جاتا ہی"۔ (منو آیت ۸۱) "یہہ سب کچھ جو بتلایا گیا ہی دھیان پر موقوف ہی"۔ (منو آیت ۸۲) +

بھگوت گیتا میں کرشن جی کہتے ہیں کہ

"جو پُرش گُنوں ہی کو کرتا اور آتما کو گنوں سے پرے جانتا ہی سو میرے پرمانند ابناشی پد بھجے جائیے پراپت ہوتا ہی۔ جو دیہا کار کو پراپت ہو کر تینوں گنوں کو تیاگ دیتا ہی سو جنم مرن کے دُکھوں سے چھوٹ کر پرمانند سروپ کو پراپت ہوتا ہی" +

"ارجن پوچھتا ہی ہے سری مہا پربھو جی جس نے یہہ تینوں گن تیاگ دئیے ہیں اُس کے لچھن کیا ہیں۔ اور کس پرکار ان تینوں گنوں کو تیاگ کرتا ہی۔ سری کرشن جی کہتے ہیں..... وہ جو سُکھ دُکھ پراپت ہونے سے دُکھ نہ مانے اور راگ دویش کی اچھا ہردے بیچ نہ رکھے۔ اور اداسین بیٹھا رہے۔ اور گنوں کا ہلایا چلایا نہ چلے۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳)۔ "سب ہستیاں جو اس خوفناک ہمیشہ گذرتے رہنے والے آواگون میں واقعہ ہوتی ہیں۔ اور برہما سے شروع ہو کر اُن (پودوں) میں ختم ہو جاتی ہیں سب بیان کر دی گئی ہیں +

"اپنے ایک دن اور رات کے اختتام پر برہما جو سویا ہوا ہوتا ہی۔ جاگ جاتا ہی اور جاگ کر من کو پیدا کرتا ہی۔ جو ہی اور نہیں ہی" +

یہہ سمجھے کہ گُن جو برت رہے ہیں میرا اُن سے کیا کام ہی۔ سُکھ اور دُکھ کو ایک سمان جانے۔ اور سونا اور ماٹی کو ایک سا سمجھے۔ اور پرتیم اور اپرتیم کو ایک جیسا۔ اور نندیا اور اُستت کو ایک سمان جانے۔ عزت اور بے عزتی کو ایک جیسا اور مِتر اور شتر کو ایک سمان سمجھے۔ اور سب آرمبھ کا تیاگی ہووے۔ اسکو گنا ئتت کہتے ہیں"۔ (بھگوت گیتا۔ ادھیائے ۱۴ آیت ۱۹-۲۵) +

آواگون کو عربی میں تناسخ کہتے ہیں یعنے "روح کا ایک قالب سے نکلکر دوسرے قالب میں آنا"۔ قدیم مصریوں اور یہودی فلاسفروں+ نے بھی ایک قسم کے تناسخ کا بیان کیا ہی۔ مگر ہندوؤں اور یہودیوں اور مصریوں کے خیال تناسخ کی بنا اور انجام میں بھی فرق ہی۔ تناسخ کو ہندوؤں نے اپنے لئے ایک ڈراؤنا بنا یا ہوا ہی۔ اور اس سے رہائی پانے کی وہ تدبیریں نکالی ہوئی ہیں جن کا دفعیہ تناسخ پر ویسا ہی اثر پڑ سکتا ہی۔ جیسا اثر اُن رسموں کا ہوتا ہوگا جو سورج اور چاند گہن کے وقت دفعیہ گہن کے لئے عمل میں لائی جاتی ہیں +

سوم۔ ہندو آریوں کے دینی خیالات کو پائیداری نہیں رہی ہو اور ایسا ہونا کچھ عجب نہیں کیونکہ اُن کے دھرم شاستر منو میں لکھا ہی کہ مختلف زمانوں کے لئے مختلف دھرم مقرر ہوئے ہیں۔ چنانچہ پہلا ادھیائے آیت ۸۵-۸۶ میں آیا ہی کہ۔

۸۵ "ست جگ میں آدمیوں کیواسطے اور دھرم ہیں۔ ترتیا اور دواپر میں اور کلجگ میں اور جگوں کے گھٹاؤ کے مطابق"۔

+ دیکھو انکی فلاسفی جس کو کبالاہ کہتے ہیں +

۸۶۔ ست جگ میں تپ کو بڑی نیکی بیان کیا گیا ہے۔ ترتیا میں گیان کو۔ دواپر میں قربانی کو۔ کلجگ میں صرف سخاوت فرض ہے۔" (یعنے برہمنوں کو سخاوت دینا)+

ہندوؤں کی قدیم اور جدید دینی کتابیں خود ہی اس ناپائیداری خیالات کو ظاہر کر رہی ہیں اور مسیحی علمانے ویدوں کے زمانے سے ابتک کی تبدیلی خیالات کو ترتیب وار ظاہر کر دیا ہے اور اب ہمارے اپنے زمانہ میں یہہ دیکھا جاتا ہے کہ مسیحی شائستگی کی روشنی سے ہندوؤں نے مجبور یا شرمندہ ہو کر بہتری باتیں ترک کر دی ہیں اور ترک کرتے جاتے ہیں اور انکی بجائے نئے خیال اور دستور اختیار کر رہے۔ مثلاً ستی۔ بچہ کشی۔ انسانی قربانی۔ بت پرستی بند ہو گئی ہیں اور ہوتی جاتی ہیں اور شادی بیوگان اور تعلیم زنانہ اور تعلیم شودران اور دین عیسوی اختیار کئے جا رہے ہیں اور اصل میں ایک عام اور مشترک خیال تمام ہندو قوموں میں اب یہہ رہگیا ہے کہ روح بار بار جنم لیتی ہے۔ چوراسی لاکھہ جون ہر ایک آتما کو بھوگنے ہیں۔ اس کے متعلق دو باتیں ہیں جن کی بابت ٹھیک ٹھیک کیفیت معلوم کرنی ضروری ہے۔ اول یہہ کہ خیال تناسخ کب جاری ہوا۔ دوم یہہ کہ کیوں جاری ہوا۔ اس کے بعد اس تعلیم کی تفتیش کی جائیگی اور کسی عیسائی مصنف یا کسی پنڈت کی راؤنکا مجموعہ پیش نہیں کیا جائیگا بلکہ کل بحث ہندوؤں کی کتابوں سے ہوگی اور پھر معقولی بحث کی جائیگی اور پھر ہندوؤں کی آیندہ زندگی یعنے آواگون کے مقابل میں سچی ہمیشہ کی زندگی یعنے عیسائیوں کی آیندہ زندگی کا بیان کیا جائیگا+

آواگون

پہلا باب

پہلی فصل

ہندو آریوں میں تعلیم تناسخ ویدوں اور برہمنا کے زمانہ میں جاری نہیں ہوئی تھی

(۱) ویدوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ویدوں کے زمانہ میں آواگون کا خیال مطلق نہ تھا۔ برعکس اس کے پروفیسر ویبر صاحب مشہور سنسکرت دان لکھتے ہیں کہ ویدوں کے زمانہ میں لوگ اس زمینی زندگی سے بیزار نہ تھے بلکہ اس دنیا اور آنے والی دنیا میں اس کی درازی کے خواہشمند تھے اور علاوہ اس کے ویدوں کی ان کتابوں میں جو برہمنا کہلاتی ہیں عمر درازی یا بقا کا اُن کے ساتھہ وعدہ کیا گیا ہے جو قربانیوں کی رسموں کو درستی سے سمجھے اور عمل میں لاتے ہیں۔ اور جو اس میں قاصر رہتے ہیں وہ اس زندگی کو چھوڑ کر آیندہ دنیا میں جاتے ہیں اور وہاں ایک ترازو میں تولے جاتے ہیں اور اپنے کاموں کے موافق بھلا یا بُرا اجر پاتے ہیں۔ دیکھو ست پتہ برہمنا ۱۱-۲ و ۷ و ۳۳+

"آیندہ دنیا میں وہ اس کے بھلے اور بُرے کاموں کو ایک ترازو میں رکھتے ہیں ان دونوں میں سے جو بھاری ہوا اُسی کے پیچھے وہ جائیگا۔ خواہ وہ بھلے ہوں یا بُرے

اب جو کوئی اس بات کو جانتا ہی وہ اپنے تئیں اس دنیا میں ترازو ؤ میں رکھتا ہی۔ اور آئندہ دنیا میں تولے جانے سے چھُٹ جاتا ہی۔ بھلے کاموں سے نہ بروں سے اُس کا پلڑا بھاری ہوتا ہی"۔

یہہ بیان مصریوں والے اُسی رَسَم کے مطابق ہی اور اس میں آواگون کا کوئی اشارہ نہیں ہی اور قربانی کا اثر جو آئندہ جسم پر پڑتا ہی اس کا یوں بیان ہوا ہی۔ ست پتہ برہمنا ۱-۱ و ۵ و ۳۴ ؛

"قربانیوں کی تاثیر کی بابت آئندہ دنیا میں اگنی ہوترا کا گذراننے والا صبح اور شام کھانا پاتا ہی۔ اس قربانی میں اس قدر خوراک موضوع ہی۔ درسا پورنماسہ قربانی کا ادا کرنے والا ہر چودھویں دن کھانا پاتا ہی اور چتر مسیا کا ادا کرنے والا ہر چوتھے مہینے۔ پسُوبند کا ادا کرنے والا ہر چھٹے مہینے۔ سوما کا گذراننے والا ہر سال۔ حالانکہ آگ سلگانیوالا ہر سوویں برس کھانا پاتا ہی۔ اور اس سے پرہیز کرتا ہی۔ جیسا اس کا جی چاہے۔ اس سے مراد یہہ ہی کہ سو برس کے عرصہ میں وہ غیر فانی اور لا انتہا ہستی رکھتا ہی اور جو تسما حصہ اس کا جُدا کیا جاتا ہی وہ غیر فانی اور لا انتہا ہو جاتا ہی"۔ پھر ست پتہ برہمنا ۴-۶ و ۱۰ اور ۱۱-۱ و ۸ و ۶ وغیرہ ؛

"یہہ قربانی کرنے والا آئندہ دنیا میں اپنے سالم جسم کے ساتھہ پیدا ہوتا ہی۔ یہہ قربانی آئندہ دنیا میں قربانی دینے والے کی روح ہو جاتی ہی ؛

پھر رگوید میں بھی آواگون کا خیال متروک ہی اور بڑی خوشی اور بڑی بقا کا ذکر بہت ہی۔ ذیل میں ہم گرفتھ صاحب کے انگریزی ترجمہ رگوید سے چند مقامات نقل اور ترجمہ کر کے پیش کرینگے ؛ رگوید منڈلہ اول۔ منتر ۳۱۔ آیت ۷ ؛

جلال کے لئے اگنی دن بدن تو نے فانی آدمی کو نہایت اعلیٰ بقا تک سرفراز کیا

ہی۔" ہاں تو جو دونوں قوموں" (یعنے دیوتوں اور آدمیوں)" کے لئے خواہشمند ہو کر انہیں بڑی خوشی بخشتا ہی اور شاہزادہ کو کثرت سے خوراک دیتا ہی"۔

پھر اُسی منڈلہ کے منتر ۱۵۴۔ آیت ۱-۵ میں رشی وشن دیوتا کے محلوں میں پہنچائے جانے کی آرزو ظاہر کرتا ہی کہ

"کاشکہ میں اس کے اس پیارے محل کو پہنچوں جہاں آدمی جو دیوتوں کے پوجاری ہیں خوش رہتے ہیں اور زبردست پھلانگ بھرنے والے وشن کی اعلیٰ گدی کے ساتھہ امرت چشمہ خوب پیوستہ ہی"۔

پھر منڈلہ ۹ منتر ۱۱۳۔ آیت ۷-۱۱ میں عالم بقا کا ذکر ہی اور دیوتا سوما سے رشی کی دُعا ہی کہ مجھے اس عالم میں لیجا کر غیر فانی بنا دے ؛

"۷۔ ای پَوامان مجھے اس بے مرگ اور بے زوال عالم میں رکھہ جس میں آسمان کی روشنی قائم رہتی ہی اور ابدی نور چمکتا ہی۔ بہہ نکل ای اندو۔ اندر کی خاطر بہہ نکل۔

"۸۔ مجھے اس ملک میں غیر فانی بنا جہاں وہ راجا رہتا ہی جو ویوسوان کا بیٹا ہی" (راجا سے مراد راجا یم ہی۔ فارسی جَم۔ جمشید)"۔ جہاں آسمان کا پاک مندر ہی جہاں وہ جوان اور تازہ پانی ہی۔ بہہ نکل ای اندو۔ اندر کی خاطر بہہ نکل" ؛

۹۔ مجھے اس ملک میں غیر فانی بنا جہاں وہ چلتے پھرتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں۔ سب سے اندر کے آسمان کی تیسری گولائی میں جہاں روشن عالم نور سے بھرے ہیں۔ بہہ نکل ای اندو۔ اندر کی خاطر بہہ نکل"۔

"۱۰۔ مجھے اس ملک میں غیر فانی بنا جہاں خواہش نیز اور زبردست ہی۔ سُنہلے سورج کے مُلک میں جہاں خوراک اور پوری خوشی ملتی ہی۔ بہہ نکل ای اندو۔ اندر کی خاطر بہہ نکل۔

"۱۱۔ مجھے اس مُلک میں غیر فانی بنا جہاں خوشی اور وجد اور شادمانی اور سُکھہ ملتے

ہیں۔ اور بڑی آرزوئیں پوری ہوتی ہیں۔ بہہ نکل ای اندو۔ اندر کی خاطر بہہ نکل"۔

ان مقامات سے صاف ظاہر ہو کہ ویدوں کے اور برہمنا کے زمانہ میں نہ تو ویدانت مت تھی اور نہ تناسخ کا خیال یا ڈر تھا۔ جیسا کہ منو اور گیتا کے وقت سے حال ہو رہا ہی

(۲) پھر اس زمانہ کے ہندو آریہ اس زمینی زندگی سے بھی بیزار نہ تھے لیکن خوش تھے اور خوش رہنا چاہتے تھے۔ اور اس زندگی کی عیش اور ضرورتوں کے لیے دیوتاؤں سے دعا پر دعا کرتے رہتے تھے۔ گھوڑوں اور گایوں اور بیٹوں اور دولت اور اقبالمندی اور دشمنوں پر فتحیابی کے لئے دعاؤں سے وید بھرے پڑے ہیں۔ منو اور بھگوت گیتا والے گنوں کو تیاگنے اور اپنے جسم کو دکھ دینے کا کچھ خیال نہ تھا۔ نمونہ کے لئے ہم صرف چند ایک مثالیں پیش کرتے ہیں۔ لوگ دسوا دیوتوں سے یوں دعا کرتے ہیں۔ دیکھو رگوید منڈل اول۔ گیت ۸۹ آیت ۸ و ۹۔ "ای دیوتو! ای تم جو پوتر ہو کاشکہ ہم اپنے کانوں سے وہ سُنیں جو بھلا ہی اور اپنی آنکھوں سے وہ دیکھیں جو بھلا ہی قوی عضووں اور بدنوں کے ساتھ تمہاری تعریف کرتے ہوئے ہم زندگی کا وہ عرصہ حاصل کریں جو دیوتوں نے مقرر کر دیا ہی۔ ایک سو موسم خزاں ہمارے سامنے رہیں ای تم دیوتو! جس عرصہ میں تم ہمارے بدنوں کو زایل کر دیتے ہو۔ جس عرصے میں ہمارے بیٹے اپنی نوبت پر باپ ہو جاتے ہیں۔ تم ہماری ناپایدار زندگی کے دَور کے درمیان سے اس کو نہ توڑو"۔ گیت ۹۰ آیت ۵ و ۶۔ "ہاں ای پوشن وشنو تم جو اپنا دور چلائے جاتے ہو ہمارے گیتوں کو گوؤں سے مالا مال کر دو۔ ہم کو ساری اقبالمندی سے خوشحال کر دو۔ ہوائیں میٹھی چیزیں بہا لاتی ہیں اور دریا میٹھی چیزیں پہنچاتے ہیں اس آدمی کے لئے جو شرع کی حفاظت کرتا ہی۔ اسی طرح پیڑ پودے بھی ہمارے لئے میٹھے ہوئے"۔ پھر منڈل ۶ گیت ۱۲ آیت ۴-۶ ؏

۴۔ "ای توانائی کے بیٹے۔ جو آدمی قربانیوں۔ گیتوں اور اُستت کے ذریعہ تیرے شوق کو مذبح کی طرف کھینچتا ہی اور ہر ایک قیمتی چیز پاتا ہی۔ ای دیوتا۔ ای اگنی اور اناج کی دولت حاصل کرتا ہی اور خزانوں کا مالک ہی" ؏

۵۔ "ای توانائی کے بیٹے۔ آدمیوں کو ان کی گذران کے لئے ایسی چیزیں بخش جو بڑی نیک نامی اور بہادر اولاد دیتی ہیں۔ کیونکہ تو اپنی قدرت سے شریر بھیڑیے کو بھی جب وہ بھوکا ہوتا ہی مویشی کھانے کے لئے دیتا ہی"۔

۶۔ "ای خوش گو۔ توانائی کے بیٹے۔ قادر مطلق اگنی۔ ہمیں ایسی نسل اور اولاد عنایت کر جو قوت سے بھری ہو۔ کاشکہ میں اپنے سارے گیتوں کے ذریعہ فراوانی حاصل کروں۔ کاشکہ بہادر بیٹے ایک سو جاڑے بھر ہمیں شادمان کریں"۔ پھر منڈل ۸ گیت ۴۶ آیت ۹-۱۳ ؏

۹۔ "کسی بدباطن دشمن کا نفرتی ظلم ہم کو نہ مارے جیسا کہ لہریں جہاز کو مارتی ہیں"۔

۱۰۔ "ای اگنی دیوتا لوگ قوت کے لئے تیری تعظیم کے گیت گاتے ہیں۔ تو دشمن کو دہشت سے بے قرار کر دے"۔

۱۱۔ ای اگنی کیا تو مویشی جیتنے اور دولت جیتنے میں ہم کو مدد نہ دیگا؟ ای گنجائش کے پیدا کرنے والے ہمارے لئے گنجائش پیدا کر" ؏

۱۲۔ "اس بڑی لڑائی میں ہم کو اس کی مانند مت نکال جو بوجھ سے دبا ہو۔ دولت کو چھین لے ساری ہی جیت لے"۔

۱۳۔ "ای اگنی یہہ وبا اوروں کا پیچھا کرے اور ڈراوے اور ہم کو نہیں۔ ہماری تُند قوت کو زیادہ مضبوط کر"۔ منڈل ۱۔ گیت ۴۲۔ آیت ۳ ؏

ای محمود اندر۔ شریر کافر آدمی کو ان دشمنوں کو ہمارے ساتھ ہو کر فتح کرنا تیرے

نئے آسمان ہو۔ خواہ وہ داس ہو۔ خواہ آریہ جو ہمارے ساتھ لڑائی کرتا ہے تیرے ہمراہ ہم ان کو لڑائی میں مغلوب کریں۔

بھگوت گیتا کی تعلیم جو ہم نے شروع میں پیش کی تھی ویدوں کی اس تعلیم کے عین ضد ہیں ہے۔ وہ قدیم آریا ہندو اس دنیا اور اس زندگی سے خاصے خوش تھے۔ آواگون کی نہ پرواہ تھی نہ ڈر تھا اور نہ اپنے جسم کو اس سے رہائی پانے کے لئے دکھ دینے کا کچھ خیال و گمان تھا نہ معلوم آج کل کے آریہ تناسخ کو کیوں مانتے ہیں۔

دوسری فصل

خیال تناسخ کا آغاز کب سے ہوا

آواگون کا خیال ہندو آریوں میں اُسی وقت سے جاری ہوا جب ان کی فلسفہ کی کتابیں جن کو اُپنی شد کہتے ہیں لکھی گئی تھیں۔ اور انہیں ایام میں منو کا دھرم شاستر تیار ہوا تھا۔ اُپنی شد جو شمار میں بہت سے ہیں ویدوں کے بعد لکھے گئے تھے۔ مگر مختلف وقتوں میں پروفیسر میکس مُلر صاحب لکھتے ہیں کہ ٹھیک وقت ہر ایک کی تصنیف کا معین کرنا محال ہے۔ وہ اُپنی شد جو ویدوں اور براہمنا اور آرنیاک کے متعلق ہیں سب سے پُرانے اور الہامی (شُروتا) سمجھے جاتے ہیں اور سنہ ۶۰۰ء سے پہلے کے ہیں۔ اور وید منتروں کی تاریخ قبل مسیح سنہ ۱۰۰۰ء قرار دی جاتی ہے۔ اور منو سمرتی اپنی شدوں کے بعد ہے (انگریزی ترجمہ اپنی شاد۔ دیباچہ صفحہ ۶۵-۶۹۔ میکس مُلر) سر مانیر ولیمس صاحب منو سمرتی کو مسیح سے ۵۰۰ برس پہلے بتلاتے ہیں۔ قریباً انہیں ایام میں گوتم بدھ

ہوا تھا۔ (مقابلہ کرو Indian Wisdom, page 204) مگر ڈاکٹر برنل صاحب اپنے انگریزی ترجمہ منا داد دھرم شاستر کے دیباچہ کے صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں کہ اس کتاب کا متن جیسا کہ موجود ہے سنہ ۱ء اور سنہ ۵۰۰ء کے درمیان تالیف کیا گیا تھا۔ ان تاریخوں سے یہہ پتا ملتا ہے کہ ہندوؤں کے خیالات کتنے کتنے عرصے کے بعد بدلتے رہے اور ایسے بدلتے رہے کہ نئے خیالوں سے پرانے خیال بالکل موقوف ہوتے رہے۔ ان اپنی شدوں اور منو سمرتی میں بیان ہوا ہے کہ ہر آدمی پر اُس کی موت کے بعد تناسخ کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کوشی تکی اپنی شد جو رگوید کے متعلق ہے۔ اس کے پہلے ادھیائے آیت ۲ میں یوں لکھا ہے۔

"اور کترانے کہا سب جو اس دنیا (یا جسم) سے جاتے ہیں چاند کو جاتے ہیں۔ پہلے (روشن) نصف میں چاند ان کی روحوں سے خوش ہوتا ہے۔ دوسرے (تاریک) نصف میں چاند اُن کو روانہ کر دیتا ہے کہ پھر پیدا ہوویں۔ دراصل چاند سورگ لوک (آسمانی دنیا) کا دروازہ ہے۔ اب اگر کوئی آدمی چاند پر اعتراض کرے (اگر کوئی وہاں کی زندگی سے خوش نہ ہو) تو چاند اسکو رہا کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی آدمی اعتراض نہ کرے تو چاند اس کو بطور بارش کے اس زمین پر بھیج دیتا ہے اور وہ اپنے کاموں کے مطابق اور اپنے گیان کے مطابق کرم یا کیڑا یا مچھلی یا چڑیا یا شیر یا سور یا سانپ یا باگھ یا آدمی یا کچھ اور ہو کر مختلف جگہوں میں پیدا ہوتا ہے۔"

چھندوگیا اُپنی شد۔ پرا پاٹھکا ۵۔ کھانڈ ۳-۱۰ میں پانچ سوالوں پر بحث ہے یعنے۔

(۱) "کیا تم جانتے ہو کہ لوگ یہاں سے کس جگہ کو جاتے ہیں"؟

(۲) "کیا تم جانتے ہو کہ وہ پھر کس طرح واپس آتے ہیں"؟

(۳) "کیا تم جانتے ہو کہ دیوتوں کی راہ اور پتروں کی راہ کہاں جدا ہوتی ہیں"؟
(۴) "کیا تم جانتے ہو کہ وہ عالم کیوں کبھی بھرپور نہیں ہو جاتا"؟
(۵) "کیا تم جانتے ہو کہ کیوں پانچویں شرابی نذرانہ میں پانی کو من کہا ہے"؟
(یا پانی کیوں آدمی کی آواز رکھتا ہے)"؟

اور چھتری راجا جے وَلی نے گوتم کو ان سوالوں کے جواب میں وہمی اور بے معنے سی باتیں سُنا کر آخر یہہ نتیجہ سُنایا کھانڈ ۱۔ آیت ۶ و ۷ ✤

"جب قربانی دینے والا کُہر (یا نزم) بن چکا تو پھر بادل بن جاتا ہے اور بادل بنکر وہ پانی برسنے لگتا ہے۔ پھر وہ دھان اور گیہوں اور ساگ پات اور درخت اور تل اور لوبیا بن کے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہاں سے رہائی پانے میں بڑی مشکلیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ آدمی خواہ کوئی ہوں جو خوراک کھاتے اور اولاد پیدا کرتے۔ وہ اب سے ان کی مانند ہو جاتے ہیں"۔

"جن کی چال چلن نیک رہی ہے بہت جلدی کوئی نیک جنم پائینگے۔ کسی برہمن یا چھتری یا دیس کا جنم۔ لیکن وہ جن کی چال چلن بُری رہی ہے بہت جلدی کوئی بُرا جنم پائینگے۔ کسی کُتے یا سُور یا چنڈال کا جنم"۔

Sacred Books of the East. Vol I Upnishads

یاد رہے کہ یہہ خبریں اور ہدایتیں اُن کے واسطے ہیں جن کی ہستی پہلے پہل آدم جُون سے شروع ہوئی ہے نہ کہ ان کے واسطے جو اب کُتے یا سُور یا گھہ یا کیڑے ہیں۔ اور پہلے کبھی انسان تھے ✤

علاوہ اس کے منو کا دھرم شاستر بھی اُس وقت کی کتاب ہے جب تناسخ کی تعلیم پختہ صورت میں رائج ہو گئی تھی اور منو نے اپنے دھرم شاستر کے بارھویں لیکچر میں

تناسخ کا مفصل بیان کیا ہے اور اس کے لیکچر اول میں عالم کی پیدائش کے دو مختلف بیان ہیں۔ جب خود ہست خداوند نے پہلے پانی پیدا کیا تو اس میں بیج ڈالا اور وہ سونے کا انڈا ہو گیا اور اس میں سے برہما نکلا جو کل عالموں کے پیدا کرنے والا ہے تو اُس نے سب چیزیں پیدا کیں۔ مگر سوال ہے کہ برہما نے ہر چیز کو کیسا پیدا کیا؟ آیت ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ میں اس کا یہہ جواب لکھا ہے کہ

"۲۸۔ اب جس کرم میں اس خداوند نے کسی (مخلوق) کو پہلے لگایا وہ مخلوق بار بار پیدا کیا جا کر پھر از خود ہی کرم کے اس طریق کو کرنے لگا۔ ۲۹ مضر یا غیر مضر۔ حلیم یا وحشی۔ بھلا یا بُرا۔ سچا یا جھوٹا جیسا گُن اُس نے پیدائش کے وقت کسی کو دیا وہ گن از خود ہی اُس میں داخل ہوا۔ ۳۰۔ جس طرح موسم اپنے دور میں اپنی اپنی سیرتیں حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح جسم والے وجود اپنے اپنے خاص کرم حاصل کر لیتے ہیں"۔ اس کے بعد آیت ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ میں بیان ہے کہ برہما نے وجودوں کے دس مالک پیدا کئے اور ان دس الہوں نے سارے بے جان اور جاندار اور انسان پیدا کئے۔ کسی کی ماقبل ہستی کا ذکر نہیں۔ سب برہما میں سے نکلے تھے اور آیات منقولہ کے صاف معنے یہہ ہیں کہ جیسی صفت کسی چیز میں پیدائش کے وقت ڈالی گئی وہی اس کی عادت ہو گئی۔ وہ بار بار اسی قسم کی پیدا ہوتی ہے یعنے بیجدار پودوں سے بیجدار پودے۔ حیوانوں سے حیوان اور انسانوں سے انسان پیدا ہونا مقرر کیا گیا تھا۔ اور اسی طرح ہوتا آتا ہے۔ اور اس سے نئے ویدانتیوں کا خیال ثابت نہیں ہوتا کہ ہر آدمی کی روح دوسرے جسموں میں اب تک بار بار جنم لیتی آئی ہے۔ ویدانتیوں کی تعلیم کو ایک طرف رہنے دو۔ انسان کی پیدائش کے اس بیان سے تناسخ لازم نہیں ٹھہرتا ✤

مگر پھر بارھویں لیکچر میں منو انسان کی موجودہ زندگی سے شروع کرتا ہے اور تناسخ سے اِس روح کو بچانے کی تجویزیں بتلاتا ہے۔ تاہم یہہ کسی جگہ نہیں لکھتا کہ یہہ آدم جون کسی پہلے کرم کے سبب ملا ہے۔ بلکہ انسان کی زندگی انسان ہی سے شروع کرتا اور برہما میں جا ملاتا ہے۔ لوگوں کا عام خیال البتہ یہہ ہے کہ اس زندگی میں آرام یا دکھ۔ امیری یا غریبی۔ علم یا جہالت کسی اگلے جنم کے کرموں کا نتیجہ ہے۔ اور اسی لئے کمترین ناظرین سے خاص طور پر التماس کرتا ہے کہ اس بات پر خوب غور کریں کیونکہ یہہ بالکل بے بنیاد ہے۔ دھرم شاستر منو لیکچر ۱۲۔ آیت ۸ و ۹ میں روح کے تناسخ کی بابت یوں لکھا ہے۔

۸۔ "آدمی من کے پاک یا ناپاک کام کے لئے صرف اپنے من میں اجر پاتا ہے۔ آواز کے کاموں کے لئے آواز میں۔ اور اسی طرح جسم کے کاموں کے لئے فقط جسم میں ۹ آدمی بُرے کاموں کے باعث جو جسم نے کئے اچل ہستی کی حالت کو آواز کے کاموں کے باعث پرندوں یا جنگلی جانوروں کی حالت کو اور من کے باعث (آدمیوں کے درمیان) نیچ جنم کی حالت کو پہنچتا ہے۔"

پھر آیت ۲۴۔۵۰ میں تین گنوں کا ذکر ہے یعنے۔ ستو۔ رجو۔ اور تموگن۔ بمراد نیکی۔ موہ اور کدورت۔ جو آتما کے تین گُن ہیں اور جن کے ذریعہ عقل اعظم سب چیزوں میں رہتی ہے اور ان تینوں کے کام موجودہ زندگی میں ظہور میں آتے ہیں اور ان کا نتیجہ مابعد جنموں میں بھوگنا پڑتا ہے۔ یہی تین گُن تناسخ کا موجب ہیں (آیت ۵۱) اور پھر آیت ۵۲ سے مصنف اقسام تناسخ کی تفصیل لکھتا ہے یہہ کہکر کہ۔

"اب خوب جان لو کہ کون سے مختلف کاموں کے باعث جو بیان کئے جاتے ہیں یہہ آتما اس دنیا میں مختلف جونوں میں داخل ہوتی ہے ایک کے بعد دوسری میں۔"

اس سے اور مقامات مذکورہ بالا سے آواگون کا خیال تو اس زمانہ میں ثابت ہے مگر اس سے یہہ بھی ظاہر ہے کہ یہہ آتما جو ہمارے اندر ہے یہہ آتما اس دنیا میں جیسے کرم کرتا ہے موت کے بعد ویسی ہی جون بھوگتا ہے۔ منو نے نہ اس مقام میں اور نہ کسی اور مقام میں یہہ ذکر کیا کہ کسی سابقہ زندگی کے کرم کے سبب آدمزاد اس دنیا میں آدمزاد پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ انسانیت سے انسان کی ہستی شروع ہوتی ہے اور اسی ہستی کے کرموں کا نتیجہ آنے والا آواگون یا پرماتما میں لے ہو جاتا ہے۔ اسی زندگی میں ویدوں کی تلاوت اور گیان اور دھیان اور تپ کو مکتی کا ذریعہ تبلایا ہے اور اسی زندگی کے بُرے کرموں کا نتیجہ آواگون تبلایا ہے۔ پس آواگون کے خیال کے آغاز کے ساتھ اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے مگر پھر۔

بھگوت گیتا کا بیان ہے کہ "ارجن جیسا پہلے جنم میں ابھیاسی تھا ویسا ہی اس جنم میں پراپت ہوتا" ادھیا ۶۔ آیت ۴۱۔۴۳۔ اس کی بابت خیال رہے کہ گیتا میں یہہ ایک نیا خیال آواگون کی بابت پیش کیا گیا ہے۔ اُپنشدوں کی تعلیم سے گیتا ایک قدم اور آگے بڑھی ہے۔ بھگوت گیتا منو کے شاستر کے بعد کی کتاب یا قصہ ہے اور منو کا بیان اس نئے خیال کی تردید کے لئے کافی ہے۔

تیسری فصل

ہندو آریوں میں تعلیم تناسخ کیوں ایجاد ہوئی؟

دوسری فصل میں کوشتکی اُپنشد اور چھندوگیا اپنشد اور منو دھرم شاستر کے اقتباسوں سے ظاہر ہوا کہ آواگون بُرے اور بھلے کاموں کی سزا اور جزا ہے چنانچہ

چھندوگیا اُپنی شد سے یہہ حوالہ دیا گیا تھا کہ۔

"وہ جن کی چال وچلن نیک رہی ہو بہت جلدی کوئی نیک جنم پائینگے کسی برہمن یا چھتری یا ویس کا جنم۔ لیکن وہ جن کی چال وچلن بُری رہی ہو بہت جلد کوئی بُرا جنم پائینگے۔ کسی کُتے یا سُور یا چنڈال کا جنم"۔

تنبیہہ۔ مگر اِن مصنفوں نے یہہ نہیں بتلایا کہ بھلی اور بُری چال چلن کے سبب آتما اِس جسم انسانی سے جدا ہو کر کیوں ادنیٰ جانوروں یا چنڈالوں یا نباتات کے قالبوں میں جاتی ہے؟ بیجے چال وچلن کے لئے ایسا آواگون کیوں سوجھا۔ اور کوئی اور سزا اور جزا خیال میں کیوں نہ آئی؟ اِس آواگونی سزا اور جزا میں کیا عقلمندی معلوم ہوئی؟ اسکی کوئی وجہ اُن عالموں نے تحریر نہیں کی ہے؀

البتہ آواگون کے لئے قیاسی مثالیں ضرور دی گئی ہیں۔ چنانچہ

برہادآرن یاک اُپنی شد کے برہمنہ ۴۔ آیت ۳ و ۴ میں یہہ مثالیں درج ہیں۔

"۳۔ جس طرح جونک گھاس کے پتّے کے سرے پر پہنچکر اور آگے سہارا حاصل کرنے کے لئے اپنے تئیں سمیٹتی ہے اسی طرح آتما کسی اور جگہ سہارا حاصل کرنے کے لئے اپنے تئیں سمیٹتی ہے جب اِس جسم کو اتار کر گیان کی حالت کو حاصل کر لیتی ہے؀

"۴۔ جس طرح سنار سونے کا ایک ٹکڑا لیکر اس کی اور شکل بناتا ہے جو زیادہ ترقی اور پسندیدہ ہے اسی طرح اس جسم کو اتار کے اور گیان کی حالت کو حاصل کر کے آتما ایک صورت بناتی ہے جو زیادہ ترقی اور پسندیدہ ہے اور وہ یا تو پتروں کی دنیا کے مناسب ہوتی ہے یا گندھروں یا دیوتوں کی۔ یا پرجاپتی یا برہما یا دیگر وجودوں کی دنیا کے"۔ پھر بھگوت گیتا۔ ادھیائے ۲ آیت ۲۲ میں ہے کہ

"جیسے پرُش پرانے بستر اتار ڈالتا ہے اور نئے بستر پہن لیتا ہے۔ ویسے ہی جیو ایک

دیہہ تیاگ کر دوسری دیہہ دھر لیتا ہے"۔

تنبیہہ۔ یہہ باتیں صرف قیاسی تشبیہیں ہیں اور آواگون کے لئے بجائے خود کوئی دلیل واقعی نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ آواگون کے بانیوں کو یہہ وجہ سوجھی ہو کہ اس دنیا میں انسانوں اور حیوانوں کو دُکھ تکلیف اور موت جو آتے ہیں تو یہہ بے سبب نہیں آتے اور منصف پرماتما کی طرف سے خواہ مخواہ یہہ دُکھ نہیں آسکتے بلکہ بمنزلہ سزا کے ہیں میری رائے میں ہندوؤں کی کتابوں میں پرماتما کی راستی اور انصاف کا خیال ناپدید ہے۔ اور باعث یہہ ہے کہ ہندو عالموں کو دُنیا میں بدی اور دکھ ایک لاحل مسئلہ رہا۔ اور آواگون جو اِس مشکل کو حل کرنے کے لئے سوچا گیا تھا اُس نے بجائے خود اِس معمّا کو حل نہ کیا کیونکہ بدی اور دکھ کا تو اثر قائم رہتا ہے آواگون سے بند نہیں ہو جاتا۔ اور یہی سبب ہے کہ کرشن جی نے بھگوت گیتا۔ ادھیائے ۲۔ آیت ۲۸ میں مجبوراً یہہ لاعلمی ظاہر کی کہ۔

"ہے ارجن اُن کا سابقہ حال جانا نہیں جاتا جو یہہ کہاں سے آئے ہیں۔ اور آئندہ حال بھی اُن کا جانا نہیں جاتا جو یہہ کہاں گئے ہیں۔ بیچ میں یہہ دیکھنے کو بیچ دکھائی دیتے ہیں"؀

تنبیہہ۔ اِس تقویت میں آخر یہہ بات قرار پائی نظر آتی ہے کہ چال وچلن کا نیک یا بد ہونا نظر انداز کیا گیا اور آتما میں ستو۔ رجو اور تمو گن کی وجہ سے آواگون از خود لازمی ہے اور یہہ تینوں گن مایا سے اُپجت ہوتے ہیں اور مایا برہما اور کرشن کی ذات میں ہے۔ لہذا آواگون بلا لحاظ کسی قسم کے کام کے فی نفسہ ہی لازم ہے۔ چنانچہ ذیل کے بیان سے یہہ امر مُصرّح ہے؀

ہندو آریوں میں آواگون مذکورہ کے خیال کے ساتھوں ساتھ مگر اِس کے برعکس

بھی یہہ خیال موجود ہوا کہ یہہ کل عالم برہما ہی۔ ہر ایک چیز برہما ہی۔ یعنے ویدانت مت جاری ہو گیا تھا۔ اور اس کے رو سے تناسخ کا سبب آدمی کی چال چلن نہیں ہی بلکن پرماتما کی مایا کا لازمی نتیجہ ہی۔ ویدانت مت کی بنا اپنی شد ہیں۔ لیکن منو کے دھرم شاستر میں بھی اس کی گنجایش ہی۔ بعد میں بھگوت گیتا جو مسیح کے بعد غالبًا دوسری صدی کی تصنیف ہی اور سدانند کا ویدانت سار جو اور بھی جدید کتاب ہی ویدانت مت کے لئے سند سمجھی جاتی ہی۔ اس حال میں ویدانت یا ہمہ اوست کا احوال بھی سننے کے قابل ہی۔

چھندوگیا اپنی شد۔ پراپاٹھکا۔ ۳ کھانڈ ۱۴ آیت ۱۔

"سرودم۔ کھلو یدم۔ برہما"

"یہہ سب کچھ برہما ہی۔ آدمی اس (دنیا) پر یوں دھیان کرے کہ وہ اس (برہما) میں شروع ہوتی۔ ختم اور لے ہو جاتی ہی"۔

چھندوگیا اپنی شد۔ پراپاٹھکا ۶ کھانڈ ۲ اور ۳

۱۔ "میرے پیارے۔ ابتدا میں فقط وہی تھا جو ہے اکیلا بلا کسی دوسرے کے (ایکم ایوادوتیم) بعضے کہتے ہیں کہ ابتدا میں فقط وہی تھا جو نہیں ہی اکیلا بلا کسی دوسرے کے۔ اور اس سے جو نہیں ہی پیدا ہوا جو کچھ ہی"۔

۲۔ "باپ نے کہا میرے پیارے یہہ کیونکر ہو سکتا ہی؟ کس طرح وہ جو ہی پیدا ہو سکتا ہی اس سے جو نہیں ہی؟ نہیں میرے پیارے فقط وہی جو ہے ابتدا میں تھا۔ اکیلا بلا کسی دوسرے کے"۔

۳۔ اُس نے سوچا یا دیکھا، کہ میں بہت ہو جاؤں میں اُپجت ہووں۔ اُس نے آگ اُپجی" وغیرہ

اس کے یہہ معنے گئے جاتے ہیں کہ جو کچھ ہی وہ برہما ہی ہی۔ دیگر کوئی شئے نہیں

وہی ایک ہست ہی اور کوئی چیز ہست نہیں ہی۔ یہہ سب کچھ برہما کا اچنبا ہی اور اسی میں لے ہو جائیگا۔ پھر اپنی شد ایضًا۔ پراپاٹھکا ۷۔ کھانڈ ۲۵ میں درج ہی کہ۔

۱۔ "وہ بھید درحقیقت نیچے اوپر پیچھے آگے۔ دائیں بائیں ہی۔ دراصل وہی یہہ سب کچھ ہی۔ اب اس بھید کی تفصیل مَیں سے ہوتی ہی۔ میں نیچے ہوں۔ میں پیچھے آگے دائیں بائیں ہوں۔ میں یہہ سب کچھ ہوں"۔

۲۔ "پھر تفصیل اس بھید کی وہ آپ سے ہوتی ہی۔ وہ آپ نیچے اوپر پیچھے آگے دائیں بائیں ہی۔ وہ آپ یہہ سب کچھ ہی"۔

ایسا اُپنی شد۔ آیت ۱ و ۶ و ۷۔

۱۔ "یہہ سب کچھ جو زمین پر حرکت کرتا ہی خدا میں (آپ میں) چھپ جائیگا۔

۶۔ "اور جو کوئی سب چیزوں کو اس آپ میں دیکھتا ہی اور آپ کو سب چیزوں میں وہ اس سے کبھی نہیں پھرتا"۔

۷۔ جب اُس آدمی کے نزدیک جو سمجھدار ہی۔ آپ سب چیزیں ہو گیا تو اس کو کیا غم کیا تکلیف ہو سکتی ہی۔ جب نے اس وحدت کو ایک دیکھ لیا"۔

Sacred Books of the East. Vol. I. Upnishad

ان فلاسفروں کو یہہ خیال نہ آیا کہ جس حال کہ ہم خود اور سب اور چیزیں وہی برہما ہیں تو پھر اس دھیان کی کیا ضرورت ہی کہ ہم دھیان کریں کہ ہم برہما ہیں؟ اس حال میں نہ تو کوئی دھیان کرنے والا ہی اور نہ وہ ہی جس پر یا جس کی بابت دھیان کیا جاوے یہہ ساری فلاسفی ہی فضول ہی۔ کیونکر ایک دوسرے کو کہتا ہی کہ تو گیان حاصل کر دھیان کر کہ میں برہما ہوں؟ ایسی ہدایت ہی فضول ہی۔ برہما کا جو جی چاہے کرے یا نہ کرے۔ ہم آپ تو کچھ نہیں ہیں۔ مسیح سے قریبًا پانچ سو برس پہلے برہمنوں نے یہہ

فضول تعلیم شروع کردی ہوئی تھی ٭

منو کا دھرم شاستر بھی ایسے ویدانت مت سے پُر ہے۔ منو لیکچر ۱۲۔ آیت ۱۱۸۔ ۱۲۵ ٭

۱۱۸۔ "چاہیئے کہ ہر ایک آپ میں کل کو دیکھے ٭

دھیان سے وجود اور عدم وجود کو کیونکہ آپ کو دیکھنے سے کوئی اپنا من برائی کیطرف نہیں پھیرتا"۔

۱۱۹۔ "آپ اکیلا ہی سارے دیوتے ہے۔ اس کل کی بنا آپ میں ہے کیونکہ ان سارے مجسم مخلوقوں میں فعلوں کا سلسلہ پیدا کرتا ہے"۔

۱۲۲۔ "سب چیزوں کا حاکم جو ایک وجود ہے۔ جو باریک سے باریک ذروں سے بنا ہے۔ سونے کی جھلک والا۔ صرف خفتہ عقل کی سمجھ میں آسکتا ہے۔ چاہیئے کہ ہر کوئی اس کو اعلیٰ پُرش جانے" ٭

۱۲۳۔ "اس ایک کو بعضے اگنی کہتے ہیں۔ بعضے منو۔ پرجاپتی۔ بعضے اندر بعضے سانس پھر بعضے ابدی برہما ٭

۱۲۴۔ "یہہ ایک کل پیدا شدہ چیزوں میں پانچ عناصر کے ذریعہ سے ہمیشہ کیلئے جنم۔ بڑھتی اور موت کے وسیلے داخل ہوکر تناسخ کے دور کو ایک پہیے کی مانند چلاتا رہتا ہے"۔

(از ترجمہ انگریزی دھرم شاستر برنیل صاحب مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۴ء)

دیکھو اس ویدانت نے تناسخ کا کچھ اور ہی سبب بتلایا ہے۔ یہہ اس ایک یا آپ کا کام ہے نہ آدمیوں کی چال چلن کا نتیجہ ہے۔ اور یہہ بھی خیال رکھو کہ وہ ہندو آریہ کس طرح اپنے ایک خیال کو دوسرے خیال سے رد کرتے یا عبث ٹھہراتے تھے اور ویدانت

کی رو سے تناسخ کوئی چیز نہ ٹھہرا۔ نہ وہ دُکھ ہے اور نہ سزا والا دکھ ہے بلکہ سب کچھ وہ برہما آپ ہی ہے ٭

تنبیہ۔ اس سے بھی قطع نظر کرکے بھگوت گیتا کے مصنف نے ایک اور ہی سبب تناسخ کا بیان کیا ہے۔ جس میں نہ آدمی کا قصور ہے نہ پرماتما کا ہے بلکہ تناسخ کا سبب ایک اور بلا بتلائی ہے یعنے۔

مایا

بھگوت گیتا۔ ادھیائے ۱۳ آیت ۲۰۔ "ہے ارجن مایا اور پُرش ان دونوں کو تُو انادی جان"۔

بھگوت گیتا۔ ادھیائے ۱۴ آیت ۵۔ "ست۔ رج۔ تم۔ یہہ تینوں گُن مایا سے اُپجت ہوتے ہیں۔ ہے ارجن اس دیہہ میں جیو کو یہی بندھن کرتے ہیں۔

بھگوت گیتا۔ ادھیائے ۳ آیت ۵۔ "جو کوئی دیہہ دھاری ہے سو ایک چھن بھی نہ کرمی نہیں رہتا۔ کیونکہ مایا کی رچی ہوئی جو دیہہ ہے سو اس کے بس نہیں یہہ مایا کے بس ہے۔ سدا کرتا رہتا ہے"۔ خیال رہے کہ یہہ مایا انادی ہوکر آتما کے لئے ایک نری وبال جان ہے۔ یہہ تینوں گُن (یعنے ستو۔ رجو۔ اور تمو) اور یہہ جسم مایا نے پیدا کر رکھے ہیں اور اس جیو کو جسموں میں قید رکھ کر اس کو برہما سے جدا رکھتی ہے۔ اس خیال میں آدمی کے کچھ اختیار نہیں ہے وہ انادی مایا کے بس میں بے بس ہے۔ جو بُرا بھلا انسان کرتا ہے وہ مایا ہی کرواتی ہے۔ یہہ اسی کے کرم ہیں۔ ہمارے اپنے بس کچھ نہیں۔ لہذا مکتی کی فکر کرنے کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ پرماتما اور آتما اور مایا تینوں انادی ہیں۔ اور آواگون کی تعلیم کا ذکر تو ہندوؤں کی کتابوں میں ملا۔ لیکن ایک بیان دوسرے

کی تردید اور مخالفت میں ملا۔ اور اس میں ایسی کوئی بات نہ ملی جو خوف کا باعث ہو۔ صرف قیاسی خیال ہیں ٭

اگرچہ ہندوؤں کے خیالات اپنی آپ ہی تردید ہیں جیسا ہم نے سابقوں سانقہ جتایا تاہم اُن کی صریح تفتیش نذر ناظرین کیجاتی ہے ٭

دُوسرا باب

تعلیم تناسخ کی تفتیش

پہلی فصل

ہندوؤں کی مذکورہ پاک کتابوں کی رُو سے تفتیش

واضح ہو کہ پہلے باب کی تیسری فصل میں اُپنی شدوں اور دھرم شاستر منو کے مقامات منقولہ سے معلوم ہوا کہ سب کچھ برہما ہے۔ آتما یا میں ہے۔ اب آواگون کی بحث میں یہہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ یہہ میں یا آتما کون ہے اور کیا ہے؟ اور لفظوں میں یوں کہیں کہ روح کیا ہے جو اس کو بار بار جنم لینے کی حاجت ہوتی ہے؟

(۱) روح کیا ہے؟

دیکھو چھندوگیا اُپنی شد۔ پرپاٹھکا۔ کھانڈ اول "برہما کا یہہ شہر (جسم) ہے اور اس میں وہ محل وہ چھوٹا کنول (دل) ہے اور اس میں وہ چھوٹی خالص ہوا ہے اور جو کچھ

اس چھوٹی خالص ہوا میں ہے اس کی تلاش کرنی چاہئے۔ اس کو جاننا چاہئے" ٭

(۲) "اور اگر وہ اس کو کہیں۔ برہما کے اس شہر اور محل کی بابت جو اس میں ہے یعنے دل کے اس چھوٹے کنول اور دل کے اندر اس چھوٹی سی خالص ہوا کی بابت کہ اس کے اندر کیا ہے جو تلاش کرنے کے لائق ہے اور یا جاننے کے لائق ہے"؟

(۳) تب وہ کہے۔ جس قدر یہہ خالص ہوا (کل وسعت) بڑی ہے۔ اتنی ہی دل کے اندر وہ خالص ہوا ہے۔ آسمان اور زمین اسی میں ہیں۔ آگ اور ہوا۔ سورج اور چاند۔ بجلی اور ستارے اور جو کچھ اس کا (اس آپ کا) یہاں اس دنیا میں ہے اور جو کچھ نہیں ہے (یعنے جو کچھ گذر گیا ہے یا ہنوز واقع ہونے والا ہے) وہ سب اس میں شامل ہے"۔

(۴) "اور اگر وہ اس کو کہیں کہ اگر ہر ایک چیز جو ہست ہے برہما کے اس شہر میں شامل ہے۔ کل وجود اور کل خواہشیں۔ پس جب اس کو بڑھاپا آجاتا ہے اور اُسے تتر بتر کر دیتا ہے۔ یا جب وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے تو اس کا کیا باقی رہ جاتا ہے؟

(۵) "تب وہ کہے کہ جسم کے بڑھاپے سے وہ (خالص ہوا یا اندرونی برہمن) بوڑھا نہیں ہوتا۔ جسم کی موت سے وہ (خالص ہوا یا اندرونی برہمن) نہیں مرتا۔ وہ (برہمن) سچا برہم نگر ہے (نہ کہ جسم) اس میں سب خواہشیں سمائی ہوئی ہیں۔ وہ آپ ہی جو گناہ سے۔ بڑھاپے سے۔ موت اور غم سے۔ بھوک اور پیاس سے آزاد ہے۔ جو کسی چیز کی خواہش نہیں کرتا۔ لیکن صرف اس کی جس کی خواہش کرنی چاہئے"۔

(۶) "اور جیسا یہاں زمین پر جو کچھ محنت سے حاصل کیا گیا ہے برباد ہو جاتا ہے اسی طرح وہ سب کچھ برباد ہو جاتا ہے جو اس زمین پر قربانیوں اور دیگر نیک کاموں کے ذریعہ آیندہ دُنیا کے لئے حاصل کیا جاتا ہے۔ وہ جو آپ کو اور ان سچی خواہشوں کو

معلوم کئے بغیر اس دُنیا سے چلے جاتے ہیں ان کے واسطے کسی عالم میں رہائی نہیں ہے" وغیرہ +

پھر بھگوت گیتا۔ ادھیائے ۲ آیت ۱۷-۲۵ میں روح کی بابت یوں لکھا ہے۔

۱۷- "یہہ جو سمت دیہوں بیچ آتما بیاپ رہا ہے اس کو تو ابناسی جان کیونکہ اس آتما کو کوئی ناش نہیں کر سکتا ہے" +

۱۸- "آتما نت سربدا ایک روپ اور ابناسی ہے۔ اور پرمان سے رہت ہے اور دیہہ انت ونت ہے۔ ارتھات شریر اپجنے بھی ہیں اور نبٹنے بھی ہیں۔ اس لئے ہے ارجن موہ کو چھوڑ کر اُٹھ کر یدھ کر" +

۱۹- "جو پُرش آتما کو مارنے والا اور جو مار کھانے والا جانتا ہے سو یہہ دونوں اگیانی ہیں کیونکہ آتما نہ کسی کو مارتا ہے نہ کسی سے مارا جاتا ہے" +

۲۰- "یہہ آتما نہ کبھی اتپن ہوتا ہے نہ کبھی مرتا ہے۔ نہ اب اُپجتا ہے نہ آگے اُپجیگا۔ اور سربدا ایک روپ اور سناتن ہے۔ اور شریر نشٹ ہونے سے بھی آپ نشٹ نہیں ہوتا ہے" +

۲۱- "ہے پارتھ ارجن۔ جو پُرش آتما کو اچل ابناشی نت یہہ کار جانتا ہے سو پُرش کس کو مارے اور کیونکر مارا جائے" +

۲۲- "جیسے پُرش پُرانے بستر اتار ڈالتا اور نئے بستر پہر لیتا ہے۔ تیسے ہی جیو ایک دیہہ تیاگ کر دوسری دیہہ دھر لیتا ہے" وغیرہ +

پہلے باب کی دوسری فصل میں منو کے دھرم شاستر کے حوالوں سے ظاہر ہوا تھا کہ آتما اپنے کاموں کے باعث بطور سزا کے مختلف جونوں میں داخل ہوتا ہے۔ مگر کرشن جی اس کے برعکس آتما کو نرکاری اور جنم۔ مرن سے رہت بتلاتے ہیں اور ساتھ ہی روح کا تناسخ بھی بیان کرتے ہیں۔ جیسا آیت ۲۲ سے مترشح ہے۔ اس آیت

میں کرشن جی نے آواگون کے لئے ایک مثال دی ہے اس تمثیل کو ہم مان لیتے ہیں کہ لوگ ضرور پرانے کپڑے اُتار دیتے اور نئے پہنتے ہیں لیکن جس بات کے لئے اس تمثیل کو دلیل پیش کیا ہے وہ بات اس تمثیل سے ثابت نہیں ہوتی کہ ضرور روح بھی ایسا ہی کرتی ہے۔ اس کے لئے کوئی ثبوت نہیں دیا ہے۔ صرف ایک قیاس کے لئے تمثیل دیدی ہے۔ اور ثبوت دینے کے بجائے گیتا کے اسی ادھیائے کے آیت ۲۸ میں کرشن جی نے پھر یوں کہا ہے کہ۔

"اُن کا پیچھا جانا نہیں جاتا جو یہہ کہاں سے آئے ہیں۔ اور آگا بھی اُن کا جانا نہیں جاتا جو یہہ کہاں گئے ہیں۔ بیچ میں یہہ دیکھنے کو بیچ دکھائی دیتے ہیں"۔

اب اصل سوال اس پر یہہ ہے کہ روح نرنکاری اور ابناشی اور سرب بیاپی اور بے بدل ہے اس کو دیہہ دھارنے کی ضرورت کیا تھی۔ وہ سناتن اور سرب بیاپی ہے۔ اس کو ایک بار یا بار بار جنم لینے کی کوئی حاجت لاحق نہیں ہو سکتی اس کے حق میں آواگون کا خیال ہی فضول اور کفر ہے۔ چنانچہ کرشن جی نے پھر کہا کہ

بھگوت گیتا۔ ادھیائے ۱۳- آیت ۲۳ +

"اس دیہہ بیچ جو پُرش جیو ہے۔ سو ہی پرماتما ہے اور ساکھی ہے اور بھرتا اور بھوگتا ہے ہی ایشر نرمن ہے" +

بھگوت گیتا ۱۳ ادھیائے۔ آیت ۳۲- "آتما آنادی ہے جس کی آد نہیں اور تینوں گنوں سے رہت ہے"۔ جب تینوں گنوں سے رہت ہے تو اس حال میں آتما کو جنم لینے کی ذرہ بھی ضرورت نہیں ہو سکتی اور یوں ہندوؤں کی پاک کتابیں اپنے آپ ہی تردید کرتی ہیں۔ لوگ ان سے کیوں گھبرا رہے ہیں۔ آواگون ناممکن ہے +

(۲) مایا کیا ہی؟

پہلے باب تیسری فصل میں ہم نے معلوم کیا کہ بھگوت گیتا میں مایا کی بابت کیا تعلیم ہی۔ آواگون کی تعلیم میں مایا کا سارا دخل ہی۔ اُسی کو آواگون کا سبب بتلایا ہی۔ پرماتما اور آتما کی طرح مایا کو بھی انادی کہا ہی۔ اور ستو اور رجو اور تمو گُن کا پیدا کرنے والا بھی مایا ہی۔ ان گنوں کے ذریعہ مایا آتما کو اس دیہہ میں بند کرتا ہی۔ جائے تعجب ہی کہ انادی اور ابناشی اور نرکاری آتما پر انادی مایا ایسی مسلط ہو گئی کہ اُس کو آواگون میں قید کر لیا +

یہہ مایا کون بلا ہی

اس کا کچھ پتا بھگوت گیتا سے ملتا ہی۔

بھگوت گیتا۔ ادھیائے ۵ : ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ میں یوں لکھا ہی +

۱۴۔ "ایشور نہ کرم کرتا ہی اور نہ کسی سے کراتا ہی۔ اور نہ کرموں کے پھل رچتا ہی۔ یہہ سب مایا کا بستار ہی +

۱۵۔ ایشور نہ کسی سے پُن کراتا ہی اور نہ کسی سے پاپ کراتا ہی۔ اگیان کر کے جیوں کا گیان گھیرا ہوا ہی۔ تس اگیان کر کے جیو بھرانتی کو پراپت ہو رہے +

۱۶۔ برہم گیان سورج کے نائن مول اگیا کو ناش کر کے پرمارتھہ تت روپ آتما کو پرکاش کر دیتا ہی +

۱۷۔ جنہوں نے من اور بدھی کو ایک ایشور ہی میں ہنچل کر رکھا ہی اور ایک ایشور ہی پر آسرا ہی۔ جن کا دہی مہاتما ہی جنم مرن سے رہت ہو کر مُکتی کو پراپت ہوتے ہیں" +

اس سے معلوم ہوا کہ مایا کا مطلب اگیان ہی یعنے پُرش کو یہہ علم نہ رہا کہ میں برہم ہوں اور دُنیا کے گناہ میں پڑ کر اصل میں اور کوئی کرم گناہ نہیں ہی اجنم مرن کے

قابو میں آگیا ہی۔ گیتا کی عجیب منطق ہی۔ ایک بات دوسری کو رد کرتی ہی۔ اور اس مخالفت کو ہندو لوگ بڑی گہری فلاسفی جانتے ہیں +

(۱) یاد رہے کہ اوپر واضح کیا گیا ہی کہ آتما اور پرماتما ایک ہی ہی۔ سرب بیاپی اور سناتن ہی اور اب مایا کی تعلیم سے اصل میں یہہ قرار پاتا ہی کہ اس آتما پرماتما کو اپنا ہی علم نہ رہا کہ میں سناتن اور سرب بیاپی اور یہہ سب کچھ ہوں اور اس لئے جون بھوگتی ہی +

(۲) اس پر یہہ سوال لازمی ہی کہ یہہ اگیانتا آتما میں کس طرح آگئی یا آسکتی تھی؟ یاد کرو کہ آتما کو تینوں گنوں سے جو مایا سے پیدا ہوئے ہیں رہت کہا ہی لہذا مایا یا اگیان آتما میں آ ہی نہیں سکتی تھی۔ اور سرب بیاپی اور سناتن اور گنوں سے بری آتما کیلئے مایا کی رو سے بھی آواگون ناممکن اور ناجائز ٹھہرتا ہی +

(۳) کرشن جی اور برہما کا دعویٰ۔

آواگون کے دور میں ہم کو گیتا سے معلوم ہوتا ہی کہ کرشن جی کا بھی اُس میں دخل ہے اس لئے اس سبب کو بھی بھگوت گیتا سے پیش کر کے اندازہ کیا جاتا ہی مصنف گیتا کرشن جی کو یہہ کلام منسوب کرتا ہی کہ۔

بھگوت گیتا۔ ادھیائے ۷، آیت ۱۲-۱۴ +

"راجسی تامسی۔ ساتک یہہ جو تینوں گُن مجھ سے اُتپت بھئے ہیں۔ ان بھئے میری ہی ثشکت ہی۔ یہہ ترگنی مئی جو میری مایا ہی اُس نے سارا جگت موہ رکھا۔ اس کے موہے ہوئے جو ہیں۔ موہ اندہ لوگ سو مجھہ کو نہیں پہچانتے +

یہہ ترگن مئی جو ہی میری مایا دستر ہی در تقات ترنی کٹھن ہی۔ تری نہیں جاتی جو پُرش میری شرنگت کو پراپت ہوتے ہیں وہی اس کو تر جاتے ہیں +

اس میں مایا اور ترگن کرشن کی طرف سے بلکہ اُس ہی کے کہے گئے ہیں +

پھر دھرم شاستر منو - ادھیاے ۱۲ - ۲۳ و ۲۴ میں برہما کی بابت بھی اس قسم کا ذکر آیا ہو کہ "وہ ایک پانچ تتوں کے ذریعہ سے سب مخلوق چیزوں میں داخل ہو کے ہمیشہ جنم بڑھتی اور موت کے وسیلے پہیے کی مانند جون کے سلسلہ کو جاری رکھتا ہو +

ان مقامات سے ظاہر ہو کہ مایا برہما یں اور کرشن جی کی ذاتی صفت ہو اور جنم کرم کا فساد اُنہوں نے خود ہی ڈالا ہوا ہو - کسی آدمی کے کچھ اختیار نہیں یہہ سب کچھ برہما اور کرشن جی کی مایا کے کرم ہیں اور انہیں کے جنم ہیں - آدمی کا اپنا ذاتی قصور ذرا بھی نہیں ہو - اس صورت میں کسی رشی کا یا برہما اور کرشن کا کسی آدمی کو کہنا کہ تم ہماری اُستت کرو - تپ کرو یا گیان حاصل کرو - صرف فضول اور بے معنے بات ہو +

(۴) اب اگرچہ جو صفتیں آتما کی بتلائی گئی ہیں ان کے زور پر آتما کو جنم لینے کی حاجت نہ تھی اور نہ ممکن تھا کہ مایا آتما کو کسی قسم کے جسم میں قید کر سکے - تاہم دیکھنا چاہیے کہ اگر برہما یا کرشن کی مایا نے ہر آدمی کو بذاتہ ہی اِس دھوکے اور اگیان میں ڈالدیا کہ میں برہما نہیں ہوں کرشن نہیں - میں جیو ہوں وہ وہ ہی تو تو ہی - میں وہ یا تو نہیں - اور اسی مایا نے ہر ایک کو نرگن کے قابو میں کر رکھا ہے اور اس لئے بھلے بُرے کرم اور ویسے ہی جنم ہوتے ہیں تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہو؟ یہی کہ یہہ مایا دُور کی جاوے - مگر کس میں سے دور کیجاوے؟ کسی مخلوق میں سے تو خود بخود یا کسی جتن سے دور ہو نہیں سکتی - لیکن ضروری ہو کہ پہلے برہما یا کرشن میں سے دور کی جاوے کیونکہ اس کا چشمہ وہی ہیں - اور یہہ فضول اور بیجا اور بیکار بات ہو کہ ہم آدمی لوگ اپنی اگیانتا کو دور کریں اور ازاں موجب آواگون سے بچیں - ہمکو ایسا کرنے کی کیا حاجت یا پرواہ ہو سکتی ہو؟ ہمارا نہ تو گیان ہے اور نہ اگیان ہو - بلکہ کوشش یہہ ہونی چاہیے کہ برہما یا کرشن کو مایا کی قید سے نکالیں مگر یہہ کوشش کون کرے؟ ہم آدمی لوگ نہیں لیکن برہما یا کرشن خود ہی اپنی

اس رہائی کے لیے کوشش کریں - اُن ہی کو معلوم ہو گا کہ وہ اگیانتا کے بس میں کس طرح آ گئی تھے - اور جب وہ اس مایا سے آزاد ہو جاوینگے تو سب کچھ خود ہی ایک ہو جائیگا - آواگون بھی جاتا رہیگا - ہمارا اپنے تئیں دُکھ دینا اِن انادیوں کے جھگڑے کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہو؟ لہٰذا اس دیہہ میں جب تک ہم قید ہیں اپنے من کو خوش رکھیں - پاپ پُن کوئی چیز نہیں جو چاہیں کریں - مایا اور آواگون کا جھگڑا برہما یا کرشن کے ذمہ ہو - وہ اپنی پہلی بنا ہو ویں - میں نہیں جانتا کہ ہندو برادران اُپنشد اور منو دھرم شاستر اور بھگوت گیتا جیسی کتابوں کی ایسی باتوں سے کیوں ڈر رہے ہیں - خیالی ڈروں سے ڈرنا نہیں چاہیے ایسی کتابوں ہی کو ترک کرو +

مایا کی بابت مکرر یہہ جتایا چاہتا ہوں کہ بدھ مت اور جدید ویدانت کی یہہ تعلیم ہو کہ یہہ سب کچھ جو ہی دھوکا ہو - اور مایا بمراد دھوکا یا اگیان کا خیال ہندوؤں میں گوتم بدھ کی تعلیم کے اثر سے رواج پا گیا اور اصل میں ہندو دھرم کا کوئی انگ نہ تھا - پُرانے مستند دھرم گرنتھوں سے یہہ خیال ثابت نہیں ہو - چنانچہ مرحوم فاضل پادری ڈاکٹر کے - ایم - بانرجی صاحب لکھ گئے ہیں کہ "دے باسکا نے کہا کہ تعلیم مایا کی بابت میں نہیں کہہ سکتا کہ اس تعلیم کو اہل بدھ کے ذمے لگانا بالکل بے بنیاد ہو - ویاس یہہ تعلیم نہیں سکھلاتا ہو اور نہ تیتریا - اے تریا اور کنیا اُپنشد سکھلاتے ہیں وجنانا بھکشو - سانکھیا سوتر (۱ - ۲) کی شرح میں ہمیں داد دیتا ہو - جبکہ وہ برہم سوتر اور مایا میں واضح فرق بتلاتا ہو - وہ کہتا ہو کہ ایک بھی برہم سوتر نہیں ہو جس میں ہماری اس قید کو دھوکا کہا گیا ہو - اور مایا کا خیال جو اُن لوگوں نے پیش کیا ہو جو اپنے تئیں ویدانتی کہتے ہیں وہ صرف اہل بدھ کی وجنانا واد کی قسم سے ہو - پھر یہہ مفسر پدم پُران کے اُس مشہور مقام کا حوالہ دیتا ہو جس میں اس خیال کو بدھ مت کی ایک بدلی ہوئی صورت

کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہہ خیال ویدانت کا اصُول نہیں ہے اور اس وجہ سے نئے اہل بدھ کی تعلیم جو مایا کا خیال پیش کرتے اور ہماری قید کو ایک محض دھوکا ٹھہراتے ہیں مردود ٹھہرتی ہے" ÷

دیکھو "ہندو فلاسفی پر مکالمہ"۔ ڈاکٹر کے۔ ایم۔ بنرجی صفحہ ۳۱۳۔

اگر مایا کا خیال ترک کر دیا جاوے تو آواگون کی صرف وہ بنا رہجا دیگی جو ہم نے پہلے باب کی تیسری فصل میں بیان کی ہے۔ اور آواگون کے بارے میں چاروں مذکورہ دقتیں ہندوؤں کے اُپنی شدوں اور منو اور بھگوت گیتا کے بیان پر مبنی ہیں لیکن ذیل میں ہم اُن معقول دلایل سے قیاسی آواگون کی تفتیش پیش کرتے ہیں ÷

دُوسری فصل

معقول دلایل سے تناسخ کی تفتیش

اوّلاً۔ ہندوؤں کی کتابوں سے واضح کیا گیا ہے کہ آواگون آتما کو ہے نہ کہ جسم کو۔ اور یہہ بھی دکھلایا گیا ہے کہ رُوح جنم مرن سے رہت ہے۔ اب غور کرو کہ دُکھ جو کسی جسم کو ہوتا ہے وہ تب ہی تک ہوتا ہے جب تک اُس کو جیو آتما نے پہنے رکھا اور جب جیو نکل گیا تو جسم کو جو جڑ چیز ہے کوئی دُکھ نہیں ہے۔ ایک طرف آتما جنم مرن سے رہت ہے۔ ابنافتی ہے اور دوسری طرف دیہہ کو دکھ نہیں تو آواگون کا کیا فایدہ ہے؟

ثانیاً۔ جون کو بمنزلہ سزا کہا ہے چنانچہ

کوشیتکی اُپنی شد۔ پہلا ادھیائے آیت ۲۔ "اور اپنے کاموں کے موافق اور اپنے گیان کے موافق وہ یہاں ایک کینچوا یا کیڑا۔ یا مچھلی۔ یا چڑیا۔ یا شیر۔ یا سور۔ یا سانپ یا باگھ۔ یا آدمی ہوکر یا اور یا مختلف جگہوں میں کچھہ اور ہوکر پھر پیدا ہوتا ہے" ÷

پھر چھندوگیا اپنی شد۔ پرا پاٹھک ۵۔ کھانڈ ۱۰۔ آیت ۷ میں ہے۔ "وہ جن کی چال چلن نیک رہی ہے بہت جلدی کوئی اچھا جنم پاوینگے۔ براہمن یا چھتری یا بیش کا جنم۔ لیکن وے جن کی چال چلن بُری رہی ہے۔ بہت جلدی کوئی بُرا جنم پاوینگے۔ کتے یا سور۔ یا چنڈال کا جنم" ÷

اِس سے ظاہر ہے کہ تناسخ اِس زندگی کے کاموں کی سزا ہے۔ مگر یہہ سزا نہ تو پاپ کی واجبی سزا ہے اور نہ اصلاحیہ سزا ہے۔ کیونکہ (۱) ہم دیکھتے ہیں کہ اگرچہ آدمیوں کو اور جنسوں کے جاندار بُرے یا ادنیٰ معلوم ہوتے ہیں۔ یا ایک جنس کے مقابلہ میں دُوسری جنس حقیر یا اعلیٰ مکروہ یا نفیس معلوم ہوتی ہے مگر ہر ایک جاندار اپنی اپنی سرشت موجودہ میں خوش ہے۔ اور جیسی جس کی فطرت ہے وہ ویسے ہی کام کرتا ہے۔ جیسے سانپ ڈنک مارنے سے۔ شیر شکار سے۔ اور گدھ مُردار کھانے سے خوش ہوتے ہیں اور اپنی زیست کو قایم رکھتے ہیں اور یہہ کام اُن کو بطور سزا کے معلوم نہیں ہوتے اور نہ ان سے ان کو کوئی تکلیف ہے ورنہ ایسا نہ کریں۔ اور جو کوئی ایسی جونوں میں جاویگا وہ بھی ایسے ہی کام کریگا اور خوش رہیگا ÷

(۲) ہم یہہ بھی دیکھتے ہیں کہ کسی آدمی کو یا جانور بنے ہوئے آدمی کو یہہ علم ہی نہیں کہ میں پہلے کس جون میں تھا تو موجودہ جون کو وہ کیونکر کوئی سزا محسوس کر سکتا ہے ÷

(۳) ہم یہہ بھی دیکھتے ہیں کہ اِس زندگی کے دُکھ اور سُکھ اسی زندگی کے کاموں کا نتیجہ ہیں نہ کسی پہلے جنم کا پھل ہیں۔ چنانچہ جو آدمی کاہل رہتا ہے وہ تنگی میں گرفتار ہوتا ہے۔ بعض بیماریاں ہیں جو بدفعلی کے سبب لاحق ہوتی ہیں اور بعض اوقات اُن بدکاروں کی اولاد میں بھی نمایاں ہوتی ہیں۔ جب نیچر کے قاعدہ میں تبدیلی ہوکر ہوا خراب ہوجاتی ہے ملیریا پیدا ہوتا ہے تو بخار اور ہیضہ کی نوبت پہنچتی ہے مگر صحت اور محنت

ہوتا ہے۔ کبوتروں کو دیکھو۔ کبوتر سے کبوتر ہی پیدا ہوتے ہیں اُس کے جنم دینیوالے کبوتر ہیں اور اُس کی نسل بھی کبوتر ہی ہیں۔ اِسی طرح کتّوں سے کتّے۔ گھوڑوں سے گھوڑے اور آدمی سے آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ اِس صورت میں آدمی کتّے کی جون میں کس تجویز سے آیا کرتا ہے؟ جس حال کہ جدی سلسلہ ہر قسم کے جاندار کا موجود ہے تو تناسخ والے جنم کو ایک نامعقول خیال کیوں نہ مانا جائے +

خامسًا۔ کسی جانور کی جون میں تو جاتے ہی جائیں گے۔ اُس سے پہلے یہہ بات بتلائی جاتی ہے کہ آدمی کی موجودہ زندگی کے جو کرم ہیں وہ اُس کی سابقہ زندگی کے لازمی پھل ہیں۔ ہم پہلے اس خیال کا بطلان ظاہر کر چکے ہیں اور اب یہہ جتاتے ہیں کہ ایسی تعلیم انسان کی سوشل اور رُوحانی ترقی کی مانع ہے۔ کیونکہ اگر اس زندگی کے کام پہلی زندگی کے لازمی پھل ہیں تو اِنسان اِن پھلوں سے بے بس ہے اور طرح کچھ کر نہیں سکتا۔ گناہ کرے یا نیکی وہ ذمہ وار نہیں ہے اس حال میں آدمی جتنا چاہے گناہ کرے اور تسلی رکھے کہ یہہ کام گناہ نہیں ہیں گذشتہ زندگی کے پھل ہیں۔ اور پھر جیسا ہم نے دوسری دلیل میں بیان کیا کہ ہر ایک جاندار اپنی اپنی سرشت میں اور اُس کے گُنوں سے خوش ہے تو کیوں آدمی انسانی قالب میں ہو کر خوب بدی نہ کرے تاکہ آئندہ کسی جانور کے قالب میں جا کر بھی شوق سے خوش رہے؟

تیسری فصل

مُکتی کی تفتیش

آواگون کے خیال سے دو اور خیال لازماً پیدا ہوئے مُکتی اور اُس

کے ساتھ ہی جیو رکھیا* بار بار جنم پانے سے بچنے کو مُکتی کہتے ہیں اور اِس مکتی کو حاصل کرنے کے لئے دو تجویزیں بتلائی گئی ہیں۔ یعنے تپ اور دھیان۔ تپ سے مراد اپنے جسم کو ہر طرح دُکھ دینا ہے۔ اور دھیان یہہ ہے کہ اور سب چیزوں پر سے خیال کو ہٹا کر اس بات پر جمانا کہ یہہ سب کچھ برہما ہے۔ میں برہما ہوں۔ اِن ریاضتوں کے ذریعہ سے یہہ گیان ہو جاتا ہے کہ میں برہما ہوں اور آدمی برہما میں لے ہو جانیکے قابل ہو جاتا ہے۔ اِس مکتی کا بیان منوجی نے یوں کیا ہے۔ دھرم شاستر منو ادھیائے چھٹا آیت ۲۱-۲۴ +

(۲۱) وہ دیکھانس کی تقلید میں ہمیشہ پھولوں اور جڑوں اور پھلوں پر گذران کرے جو وقت پر پکیں اور آپ ہی مُرجھا دیں +

نوٹ* جیو رکھیا کی تعلیم کا اصل بانی گوتم بدھ تھا جس نے اِس خیال سے کہ انسانوں کی رُوحیں جانوروں کے قالب میں آتی ہوئی ہیں جانوروں کو قتل کرنا اور کھانا برا قرار دیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ اِس صورت میں کوئی شخص اپنے پتروں کو کھا جاوے اور اِس لئے گوتم نے ویدوں کو رد کر دیا کیونکہ اُن میں جانوروں مثل گائے بیل گھوڑوں اور بکروں اور بھینسوں وغیرہ کی قربانی کا ذکر آیا ہے۔ مگر یہہ جیو رکھیا کا خیال بے فائدہ دل میں سمایا کیونکہ سب سے پہلے خود برہما ہی نے جیو ہتیا کی کہ آتما کو تین گنوں کے بس میں کر کے نیچ جانوروں کے قالب میں متواتر جانا پہیئے کی رفتار کی طرح جاری کر دیا۔ اِس حال میں آدمیوں کے لئے یہہ بالکل درست اور ضروری بات ٹھہرتی ہے کہ جانوروں کو جس قدر جلدی ہو سکے ماریں تاکہ اُن کے پتروں کی رُوحیں جلدی جلدی قالب بدلکر برہما میں لے ہو جاویں کسی جانور کو ذبح کرنے سے کسی آدمی کے دادی دادا کی رُوح کو تو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا بلکہ اُن کی خلاصی جلدی ہو سکتی ہے۔ اِس کام خیر میں عیسائی اور مسلمان بیچارے ہندوؤں کی خاصی مدد کر رہے ہیں۔ ہندو لوگ آپ بھی اپنی وہ مدد کریں+

یادرہے کہ یہہ سب کچھ ایک فرضی ڈرونے سے یعنی تناسخ سے مکتی پانے کی ایک کفر آمیز تدبیر ہی - اور انسان جیساکہ فطرتاً بنا ہوا ہی اُس سے کچھ نسبت نہیں رکھتی - اور اِس عالم کو دھوکھا کہنا سراسر جھوٹی بات ہی - اور ہندوؤں والی مکتی کوئی چیز نہیں چنانچہ :-

اوّل یہہ بات کہ یہہ سب کچھ وہی پرماتما یا برہما ہی - اور میں پرماتما ہوں صرف دھیان کرنے کی کسر ہی ایک کفر آمیز کلام ہی اور واقعات کے برخلاف ہی - اِس لئے کہ

(۱) اگر پرماتما یا برہما سے وہ خدا مراد ہی جو واجب الوجود - زندہ اور قادر مطلق اور ہمہ دان ہی تو انسان کو ترقی کروا کر خدا بنانا - یا اِنسان کو خدا کہنا کر ٹھہرتا ہی - اور اُس کو پرماتما کا بھولا ہوا یا دھوکے میں آیا ہوا انگ کہنا اور بھی ظلم ہی - خدا تعالیٰ کی کسرشان کا باعث ہی - کیونکہ انسان کی فطرت سے ظاہر ہی کہ نہ تو وہ خود ہست ہی نہ قدرت مطلق رکھتا ہی نہ ہمہ دان اور ہرجا حاضر ناظر ہی ❊

(۲) پھر اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ میں وہ پرماتما ہوں یا ہوسکتا ہوں یہہ صرف ایک خیال واقعات کے برخلاف ہی واقعی امر یہہ ہی کہ میں فطرتاً یہہ جانتا ہوں کہ میں ہوں - اور میں تو یا وہ نہیں ہی اور ہمارے حواس خمسہ جن سے ہم قدرتی طور پر صداقتوں کو محسوس کرتے ہیں اور علم حاصل کرتے ہیں ہم کو یہہ علم دیتے ہیں کہ میرے سوا اور چیزیں ہیں اور کہ میں وہ چیزیں نہیں ہوں - اور یوں دو دنیا کا گیان ایک بدیہی امر ثابت ہوتا ہی - اور آتما کے میر بر میں آجانے سے یہہ نتیجہ قایم نہیں ہوسکتا کہ آتما سر بر میں آکر بھول گئی کہ میں پرماتما ہوں اور دو دنیا کے دھوکے میں پڑ گئی کیونکہ یہ میر بر اور کل سر بر بھی ایکم برہم والے خیال کی رُو سے اُسی پرماتما کا حصہ ہیں -

کوئی غیر شئی نہیں ہیں لہذا جون سے بچنے کا یہہ علاج کہ ہم دھیان کریں کہ ہم برہما ہیں بالکل بے بنیاد اور ایک خیالی بناوٹ اور انہونی اور جھوٹی تسلّی ہی - جیسا جون ایک خیالی بات ویسا ہی علاج بھی ایک وہم ہی ہی ❊

دوم - مگر یہہ کہ یہہ گمان کہ یہہ سب کچھ وہی خدا ہی اور میں بھی دھیان اور تپ سے وہی خدا ہوجاؤنگا صرف عقل کی جہالت ہی - کیونکہ آدمی نہیں جانتا کہ خدا کیا ہی؟ "خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا" اور وہ انسان کی فہم سے باہر ہی - لکھا ہی کہ "کیا تو اپنی تلاش سے خدا کا بھید پا سکتا ہی؟ یا قادر مطلق کے کمال تک پہنچ سکتا ہی" (ایوب ۱۱: ۷) "میں خدا ہوں اور انسان نہیں" - (ہوسیع ۱۱: ۹) "خداوند کہتا ہی میرے خیال تمہارے سے خیال نہیں اور نہ تمہاری راہیں میری راہیں ہیں - کیونکہ جس قدر آسمان زمین سے اونچے ہیں - اسی قدر میری راہیں تمہاری راہوں سے اور میرے خیال تمہارے خیالوں سے" (یسعیاہ ۵۵: ۸ و ۹) اِس حال میں کیونکر ہوسکتا ہی کہ ہم محض اپنے ایسے دھیان سے یا اپنی تجویز کی ہوئی بدنی ریاضت سے وہ خدا بن جائیں - جس کے ہم پیدا کئے ہوئے ہیں اور جس سے ہم اپنی شخصیت میں جدا ہیں اور جس کو ہم اپنی فہم میں نہ لائے اور نہ لا سکتے ہیں ❊

پروفیسر سر مانیر ولیمس نے دجا شتا سے برہمن میں سے ہوجانے کی بابت گوتم بدہ اور وایستھا نامے ایک برہمن کا مباحثہ لکھا ہی ہم اسکو ناظرین کی خاطر اِس موقعہ پر درج کرتے ہیں ❊

وھوھذا

”وایستھا تم کہتے ہو کہ براہمنوں میں سے کسی نے یا اُن کے اُستادوں میں سے یا شاگردوں میں سے کسی نے ساتویں پشت تک بھی کبھی برہمن (برہمنوں

اور نیکوکاری کے قوانین کو مدنظر رکھنے سے آرام اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ لہذا اِس زندگی کے دُکھ اور سُکھ کو کسی اگلے جنم کے ذمے لگانا محض خیالی بناوٹ ہے ✣

مگر اِس بات کا خیال رہے کہ اِنسان کی اپنی اِس موجودہ زندگی کے دُکھ اور سُکھ تو اُس کی زندگی کی بے اعتدالیوں کی سزا یا جزا مانی جا سکتی ہے مگر اِس بات کا تو کوئی ثبوت نہیں کہ موجودہ جانور سزا کی حالت میں ہیں اور اگلے جنم میں اِنسان تھے اور جبکہ گذشتہ کا کوئی ثبوت نہیں تو آیندہ کی بابت کیونکر مانا جاوے کہ اِنسان سزا سزا پانی کے لِئے جانوروں کی جُون میں جائینگے ✣

ثالثاً - تعلیم تناسخ ایک ایسی بات ہے کہ خواہ مخواہ اِس زمین کے جانداروں کے تجربہ میں آنی چاہیئے۔ یعنی اگر آدمی کسی اگلے جنم کے کاموں کے سبب اِس زمین پر کسی چھتری یا سوُر کے جنم میں آتا ہے تو ضروری امر ہے کہ چھتریوں اور سوُروں کو اِس زمین پر اِس امر کا خاصہ علم ہو کہ ہم پہلے کون تھے۔ یا کیسے آدمی تھے اور کن کرموں کے سبب موجودہ جون کے زیر بار کئے گئے ہیں تاکہ اُن کاموں کو ترک کرکے پریم لوک کے لائق کام کریں۔ اور اپنے اِس علم کی منادی اگر چھتری اور سوُر وغیرہ کریں تو اوروں کو فائدہ پہنچیگا۔ سابقہ ہستی کے علم کا ہم اِس لِئے تقاضا کرتے ہیں کہ از روئے اپنی شد اور منو اور بھگوت گیتا اِنسان کی رُوح سناتن اور ابناشی ہے اور جنم مرن سے رہت ہے اور بدلتی نہیں جیسا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ لہذا وہ کوئی قالب پاوے (بموجب قول کرشن جی پُرانے بستر اُتار کر نئے بستر پہن لے) مگر وہ آتما ہر قالب میں وہی ہے بلا کسی قسم کی کمی بیشی کے وہی ہے۔ تو لازمی ہے کہ اُسکو اپنے ہر بستر کا علم رہے۔ لیکن ایسا تو نہیں ہے۔ اگر تناسخ سچ ہوتا کروڑہا وارداتیں تناسخ کی اِس زمین پر ہو چکی ہیں اُن میں سے کسی میں کبھی تو کوئی آدمی

اپنی گذشتہ زندگیوں میں سے کسی ایک کا تجربہ سُناتا تو دُوسروں کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے ہم ہندوؤں سے بار بار پوچھ چکے ہیں کہ آپ پہلے کون تھے۔ مگر کوئی جواب نہ پایا ✣

البتہ بعض نوزاد آریوں نے یہہ کہا کہ اِنسان میں ایک قوّت عدم حافظہ ہے جس کے سبب کل یادداشت ہر پہلے جنم و کرم کی جاتی رہتی ہے جس طرح اِس موجودہ زندگی میں بڑھاپے کے وقت بہت باتیں لڑکپن اور جوانی کی بھول جاتی ہیں۔ اوّل تو ایسا خیال آتما کی اُس تعریف کے برخلاف ہے جو ہم ہندوؤں کی پاک کتابوں سے پیش کر چکے ہیں۔ اور دُوسرے یہہ نظیر سچ نہیں کہ آدمی کو اپنی لڑکپن اور جوانی کی ساری باتیں بھول جاتی ہیں کچھ نہ کچھ تو یاد رہتی ہیں۔ لیکن بہر حال علم نفسی قایم رہتا ہے۔ کہ میں اب وہی کہن سال ہوں جو ایک وقت لڑکا تھا اور پھر جوان ہوا۔ جسم کی بڑھتی نے اُس علم کو ضایع نہیں کیا لیکن تناسخ والے کسی ہندو یا آریہ کو پہلے جنم کا ذرّہ بھی یاد نہیں۔ اِس کا سبب یہی ہے کہ تناسخ کوئی امر واقعی نہیں ہے صرف ایک خیالی وسوسہ ہے۔ یاد رہے کہ عیسائیوں ہیں آئندہ زندگی آئے دن اِسی زمین پر کسی جانور کے قالب میں حاصل نہیں ہوتی لیکن ایک مترقی حالت ہے اور اِیمان سے اُس کی راہ تکتے ہیں۔ اِس لئے اُن سے اس کے واقعی تجربہ کا ہنوز تقاضا نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہندو لوگ تو قریبًا سارے ہی جُون کے تجربے اُٹھا چکے ہیں اور اُٹھا رہے ہیں اِس لِئے اُن سے ہمارا یہہ تقاضا حق ہے کہ بتلاؤ تم پہلے کیا جنم رکھتے تھے ✣

رابعًا - جون کا خیال انتظام نیچر سے بھی باطل ثابت ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ ہر جنس اپنی جنس کو پیدا کرتی ہے اور ہر جنس میں سبھاؤ بھی اپنی ہی جنس کا

(۲۲) وہ زمین پر لوٹے - یا پاؤں کی اُنگلیوں کے بل ایکدن کھڑا رہے - یا بیٹھنے اُٹھنے میں اپنے تئیں لگائے رکھے صبح اور دوپہر اور شام کو نہاوے ✣

(۲۳) گرمی کی موسم میں بھی چاہئے کہ پانچ اگن تاپے - برسات میں بادلونکا چھتر رکھے - موسم سردی میں بھیگے کپڑے رکھے اور رفتہ رفتہ اپنی نفس کُشی کو بڑھاوے ✣

پھر آیت ۷۵ - نردوشی اور عضووں کے ساتھ عدم پیار سے - اور اُن کاموں سے جو وید سکھلاتے ہیں اور نفس کُشی کے سخت طریقوں سے لوگ یہاں اُس کی (برہما) حالت کو حاصل کرتے ہیں ✣

(۸۱) اِس طور سے رفتہ رفتہ ساری پیاری چیزوں کو ترک کرکے - دوتیا سے آزاد ہوکر وہ فقط برہما یا مادہ عالم میں برقرار ہو جاتا ہے ✣

(۸۲) یہہ سب کچھ دھیان پر منحصر ہے - کیونکہ جو کوئی اپنی آتما کو نہیں جانتا وہ اپنے کاموں کا پھل پاتا ہے پھر ادھیائے ۱۲ میں یوں لکھا ہے - آیت ۱۱۸ چاہئے کہ آدمی اِس کل کو ہستی اور عدم ہستی کو دھیان لگا کے اپنے میں دیکھے - کیونکہ اِس کل کو اپنے میں دیکھنے سے وہ اپنے من کو بُرائی کی طرف نہیں پھیرتا ✣

(۱۲۴) یہہ ایک پانچ تتوں کے ذریعہ سے سب مخلوق چیزوں میں داخل ہوکر ہمیشہ جنم - بڑھتی اور موت کے ذریعہ تناسخ کے سلسلہ کو پہئے کی مانند جاری رکھتا ہے

(۱۲۵) اِس طور سے وہ جو اپنے ذریعہ سے آپ کو ہر چیز میں دیکھتا ہے اُس کل کے ساتھ برابری حاصل کرکے برہم میں داخل ہو جاتا ہے (دھرم شاستر منو - ترجمہ انگریزی ڈاکٹر بُہلر صاحب) بھگوت گیتا کے پانچویں ادھیائے اور آیت ۱۷-۲۱ اور ادھیائے ۱۴ کی آیت ۲۱ - ۲۷ میں ایسا ہی بیان ہے - البتہ اُس میں کرشن جی اپنے تئیں برہم کہتے ہیں - یہہ وہ راہ نجات ہے جو ویدوں کے زمانہ سے منو کے

زمانہ تک برہمنوں کے دینی خیالات کی ردّوبدل کا نتیجہ ٹھہرا تھا - یعنی جُون بھوگنا ایک ڈرونا قرار دیا گیا اور اُس سے رہائی پانے کی یہہ تجویز سوچی گئی کہ پرآتما یا برہما میں لے ہو جانے سے رہائی ہے - یہہ وہ مکتی ہے جسکی تحصیل کیلئے تپ اور دھیان وسیلے قرار دیئے گئے یہہ وہی مکتی ہے جو ویدانت اور یوگ مت کا مدعا ہے - ناظرین نے اکثر اوقات ہندوستان اور پنجاب کے مختلف شہروں میں دیکھا ہوگا کہ ہندو فقیر طرح طرح کے آسن جمائے اور قسم قسم کے بھیس کئے ہوئے نظر آتے ہیں - اور از قسم سنیاسی یا یوگی یا بن باسی ہوتے ہیں - کن پھٹے - جٹا داری - انبول - تن میں راکھ ملے ہوئے - ناگے اور اگن تاپنے والے - سیکھوں پر بیٹھے ہوئے یہہ سب کون ہیں؟ یہہ سب اپنے اپنے خیال میں اِن بدنی ریاضتوں سے برہما میں لے ہونے کی راہ لئے ہوئے ہیں - اور دُنیا کا جو دھوکا آدمی کو لگا ہوا ہے اُسکو دُور کر رہے ہیں - اِن کے حال پر ذیل کی پنجابی نظم صادق آتی ہے - یعنی :-

اِک خدا اے ذات نُورانی — نہ کوئی رنگ نہ رُوپ نشانی
اوہ بے انت اے اوّل آخر — لبّتے کھتّے خلقت جاکر
کرکر سوچاں یوگ رچائے — اِکناں نے جا اَلکھ جگائے
ٹبّر چھڈ اُجاڑیں چلّے — بیلی تال کنارے ٹلّے
اِک جا قبراں اُتّے لیٹے — اک نے وچ سمادھیں بیٹھے
اِک نے برہما بندے آپے — لتّھے سارے یوگ سیاپے
صُوفی لوکاں پنتھ بنایا — عمل فنا فی اللہ بتلایا
اِیہ کرتُوتاں اپنے جیلے — آپے گھر گھڑ آپے جھیلے
اوہ جو نوں ناں ڈِٹھا پایا — رمدے رمدے جنم گوایا

(ج) جسم بجائے خود بیجان شی ہے لیکن رُوح بنفسہ ایک زندہ شی ہے۔ پید ۲: ۷۔ "اور خداوند نے زمین کی خاک سے اِنسان کو بنایا اور اُس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا سو آدم جیتی جان ہُوا"۔ ۱ قرن ۱۵: ۴۵۔ "پہلا آدمی یعنی آدم زندہ نفس بنا"۔ اِس سے ظاہر ہے کہ آدم کی رُوح ایک اعلیٰ طریق سے بنائی گئی تھی۔ اور کسی مادہ سے نہیں بنی تھی۔ اور اُس رُوح سے آدم جیتی جان ہوا۔ یعنی اُسکا خاکی قالب جی پڑا۔ رُوح کا بہ نفسہ ایک زندہ شی ہونا۔ متی ۲۲: ۳۱-۳۲ سے بھی ظاہر ہے

"مگر مُردوں کے جی اُٹھنے کی بابت جو خُدا نے تمہیں فرمایا تھا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ میں ابراہیم کا خدا اور اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں؟ وہ تو مُردوں کا خدا نہیں زندوں کا ہے" ✣

اُن بزرگوں کے جسم تو مر چکے تھے مگر رُوحیں باقی اور زندہ تھیں۔ کیونکہ خُدا زندوں کا خدا ہے اگر اُن کی رُوحیں بھی مر گئی ہوتیں تو خدا اپنے تئیں مُردوں کا خدا کر کے نامزد نہ کرتا۔ اور یہہ قول ایزدی بے معنے ہوتا ✣

اِس کیفیت سے ظاہر ہے کہ اِنسان کی رُوح اور جسم پیدا کئے گئے تھے انادی نہیں ہیں۔ رُوح آدمی کے قالب میں ڈالی گئی تھی سرب بیاپی نہیں ہے۔ محدود ہے اور موجودہ زندگی میں اِنسان اِسی طرح کا ہے ہم سب اُسکو ایسا ہی دیکھ رہے ہیں ✣

(د) ابتداءً اِنسان خدا کی صُورت پر اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ چنانچہ خداوند یسوع مسیح کے اِس قول سے کہ "اگر آدمی ساری دنیا حاصل کرے اور اپنی جان کا نقصان اُٹھائے تو اُسے کیا فائدہ ہوگا؟ اور آدمی اپنی جان کے بدلے کیا دیگا"؟ اِنسان کی اِس عظمت اور بیش بہائی کی طرف اشارہ

معلوم ہوتا ہے۔ ذرہ غور کرو کہ جب خدا نے ہر قسم کے جاندار بنائے اور پھر اِنسان کو بنایا تو اُس کو ایسا بنایا کہ اُس میں اور دیگر جانداروں میں بیحد فاصلہ رکھا۔ کیونکہ اِنسان کو اپنی صورت پر بنایا (پیدایش ۱: ۲۷) اِنسان جو روح اور جسم سے مرکب ہوا تو یہہ دونوں یعنی رُوح اور جسم ملکر آدمی ہوا۔ اور یہہ پُورا آدمی خدا کی صورت پر بنا تھا۔ نہ کہ فقط جسم یا فقط رُوح۔ اور پھر جب یہہ کہا کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا تو اِس سے ظاہر ہوا کہ کل مخلوقات میں سے اِنسان سب سے اعلیٰ اور بالا قسم کی ہستی ہے اور اُس سے بڑھکر کوئی اور نمونہ نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ خدا کی صورت ضرور ایک کامل صورت ہونی چاہئے۔ یعنی جہاں تک کسی مخلوق چیز کی صورت کامل ہو سکتی ہے اور اُسپر لُطف یہہ ہے کہ اُس صورت کا نقش اتارنے والا خود خدا ہے ✣

بایں ہمہ اِس بات کا بھی خیال رہے کہ اِنسان جو رُوح اور جسم سے مرکب ہوا اور خدا کی صُورت پر بنایا گیا تھا تو اُس کی اِس ترکیب میں کیا خصوصیت زیادہ تھی جو فقط اِنسان ہی خدا کی صورت پر کہا گیا۔ اور دیگر جانداروں کو ایسا نہیں کہا گیا؟ سو معلوم ہووے کہ عقل اور فہم اور ارادہ اور مرضی خدا کی صفتیں ہیں اور یہہ صفات اِنسان میں بھی موضوع کی گئیں اور ابتک موجود ہیں اور پھر خدا میں اخلاقی صفات بھی ہیں اور وہ اِنسان میں بھی ہیں اور ہو سکتی ہیں۔ جیسے رسول کہتا ہے کہ "تم نے نئی اِنسانیت کو پہن لیا ہے جو معرفت کے اعتبار سے اپنے خالق کی صورت پر نئی بنتی جاتی ہے" (کلسیوں ۳: ۱۰) اور پھر لکھتا ہے کہ "نئی اِنسانیت کو پہنو جو خدا کے مطابق اُس سچائی کی حالت میں پیدا کی گئی ہے جو راستبازی اور پاکیزگی سے ظاہر ہوتی ہے" (افسیوں ۴: ۲۴) اِن مقامات سے ظاہر ہے کہ وہ اِنسانیت جو خدا کی صورت پر

کے خدا) کو روبرو نہیں دیکھا۔ اور نہ قدیم رشیوں نے دیکھا جو قدیم آیات کے بولنے والے تھے جن کو آج کے براہمن ٹھیک ویسی ہشیاری کے ساتھ الحان سے پڑھتے ہیں جس طرح کہ وہ روایت کی گئی ہیں۔ ہاں اُنہوں نے بھی دعویٰ نہ کیا کہ ہم اُسے جانتے ہیں یا اُسے دیکھا کہ وہ برہمن کہاں ہے۔ کہاں سے ہے اور کدھر ہے حالانکہ اُن براہمنوں نے جو تینوں وید پڑھے ہوئے ہیں درحقیقت یہہ کہا ہے کہ "ہم اُسکے ساتھ اتحاد کی تدبیر بتلا سکتے ہیں جسکو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ دیکھا ہے" اور کہہ سکتے ہیں کہ یہہ راست اور سیدھی راہ ہے جو اپنے مطابق کرم کرنے والیکو برہمن میں ملا دیتی ہے"

"اے واسِشٹھا حقیقت میں یہہ بات کہ وہ برہمن جو تینوں وید پڑھے ہیں اور اُس میں لے ہو جانے کی راہ بتلا سکتے ہیں جسکو نہ وہ جانتے ہیں اور نہ کبھی دیکھا ہے ایسی بات کی کوئی ہستی نہیں" +

"جس طرح کہ اندھے آدمیوں کی قطار میں ایک دوسرے کے ساتھ لگ رہا ہے نہ تو سب سے آگے والا دیکھ سکتا ہے نہ بیچ والا اور نہ سب سے پچھلا دیکھ سکتا ہے اسی طرح اِن براہمنوں کی یہہ بات ہے جو تینوں وید پڑھے ہوئے ہیں"۔

سوم۔ اگر ہم پرماتما کے حصے ہیں یا دراصل پرماتما ہی ہیں اور صرف دو ہار کی جدائی ہے تو ہم فکر کیوں کریں۔ وہ ہار ٹوٹ جانے سے آتما اور پرماتما آپ ہی مل ملا جائینگے دھیان جمانا یا تپ کرنا یعنی ہندوؤں کا مکتی مارگ ایک فضول بات ہے۔ اور اگر ہم پرماتما نہیں ہیں تو دھیان اور تپ میں یہہ طاقت کہاں ہے کہ ہمکو پرماتما بنا دیوے۔ براہمنوں نے اپنی قوم کو بڑے دھوکے میں ڈال رکھا ہے سینکڑوں برس سے ہندو لوگ لمبے لمبے پتھروں کو مندروں میں رکھکر اُن کو شوجی کا لنگ دھیان کرتے رہے ہیں

مگر کوئی پتھر کبھی وہی لنگ نہ ہو گیا۔ تو کس طرح مانا جاوے کہ دھیان کرنے سے کہ میں برہما ہوں ہم برہما میں لے ہو جاویں گے اگر ہم اپنے موجودہ قالب میں برہما نہیں ہیں؟

چہارم۔ اس عالم کی اُتپتی جیسی منوجی نے دھرم شاستر کے پہلے ادھیائے میں لکھی ہے وہ تناسخ اور اُس مکتی کو رایگاں ٹھہراتی ہے۔ چنانچہ ۱۱ آیت میں یہہ بیان ہے کہ وہ "جو نا مفہوم سبب ہے۔ ازلی۔ جو کہ ہے اور نہیں ہے اُس میں سے وہ نر نکلا جو دنیا میں برہما کہلاتا ہے"۔ اِس کے بعد یہہ ذکر ہے کہ یہہ برہما اپنے میں سے ساری چیزوں کو جیسی کہ وہ ہیں پیدا کرتا ہے اور جب تک برہما جاگتا رہتا ہے یہہ دنیا چلتی رہتی ہے اور جب وہ سو جاتا ہے تو سب چیزیں سو جاتی ہیں۔ اُس میں ضایع ہو جاتی ہیں۔ (آیت ۵۲-۵۴) اور جب وہ اپنے آٹھ پہر (برہما کا دن اور رات) کے بعد جاگتا ہے تو مَن کو پیدا کرتا ہے اور اُس مَن میں خواہش اُٹھتی ہے تو وہ پھر سب چیزوں کو پیدا کرتا ہے (آیت ۷۴، و ۷۵) +

"اِس قسم کی پیدائشیں اور ہلاکتیں بے حساب ہیں۔ پرمیشر بار بار اسی طرح کرتا رہتا ہے۔ گویا کھیل رہا ہے" (آیت ۸۰) +

جبکہ اِس عالم کو بنانا اور پھر بگاڑ دینا خالق اوّل اور خالق دوم کا صرف کھیل ہے تو تناسخ کا کیا ڈر ہے۔ اور آدمیوں کے دھیان اور تپ کی کیا حیثیت ہے؟ اِن تدبیروں سے کیا فائدہ ہے جن سے منو اور مصنف گیتا نے لوگوں کو ایسی حیرانگی میں ڈالا۔ صاف معاملہ یہہ ہے کہ برہما کو سو لینے دو تو آپ ہی آپ سب مکتی ہی مکتی ہو جائیگی۔ موجودہ کھیل تو نیست ہو جائیگی اور جب پرمیشر نئی کھیل پھر شروع کریگا تو یہہ آدمزاد تو اُس میں نہیں ہونگے۔ وہ کوئی نئی کھیل ہوگی۔ لہذا ہندوؤں کا مکتی مارگ ایک فضول اور محال خیال ہے خداوند کریم اُن کو سچی روشنی بخشے آمین +

حصّہ دوم

ابدی زندگی

یعنے

عیسائیوں کی آیندہ زندگی

مجرّد عقل کا علم اور تجربہ صرف اِس دُنیوی مَوت تک پہنچتا ہی۔ اور مَوت کے پرے عقل اپنے طور پر یقین کے ساتھ کچھ دریافت نہیں کرسکتی۔ البتہ قیاس ہر زمانہ میں دوڑائے گئے ہیں مگر قیاسوں کا اختلاف اِس قدر ہی کہ اِس مَوت کے بعد اِس زندگی کو اور بھی دُھندلا کر دیتا ہی اور اِس امر میں محض قیاس کوئی سند نہیں ہو سکتا۔ اور جن آدمیوں نے مَوت سے ورے رہکر موت کے پرے عقل دوڑائی ہی اُن کی بات کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ چنانچہ ہندو فلاسفروں کے خیالات اِس امر میں بے ٹھکانا ثابت ہوئے جیسا ہم اواگون کے تذکرہ میں دِکھلا چکے ہیں +

تواریخ فقط ایک ہی شخص کا پتہ دیتی ہی جِس نے مَوت کے ورے اور پرے رہکر موت کے بعد زندگی کا پتہ دیا ہی اور ایسے شخص کا بیان سند ہو سکتا ہی اور وہ شخص **خُداوند یسوع مسیح ہے**۔ اُسنے مُردوں میں سے زندہ ہو کر اور پھر اِس زمین پر رہکر نہ صرف اِسبات پر مُہر کر دی کہ آئندہ زندگی ہی۔ بلکہ یہہ ثابت کر دیا کہ ایک **قدرت** ہی جو ہمکو قبر میں سے نکال سکتی ہی۔ مسیح خداوند نے نہ صرف زبانی یہہ بات فرمائی تھی کہ ”قیامت اور زندگی میں ہوں۔“ (یوحنا ۱۱: ۲۵)

بلکہ فی الواقعی ”موت کو نیست اور زندگی اور بقا کو روشن کر دیا“ (۲ تمطاؤس ۱: ۱۰) چار دِن کے مُردے لعزر کو پُکارا کہ ای لعزر نِکل آ۔ جو مر گیا تھا وہ کفن سے ہاتھ پاؤں بندھا ہوا نکل آیا“۔ (یوحنا ۱۱: ۴۳-۴۴) اور پھر ”اپنے کہنے کے موافق (خداوند آپ بھی) جی اُٹھا“ (متی ۲۸: ۶) اِس حال میں لازم ہی کہ بنی آدم خدا کا شکر بجا لاویں کہ ایک ہی جو ہم کو آیندہ کی سچی خبر دینے کے قابل ہی اور آئندہ زندگی کے متعلق خداوند مسیح کی تعلیم میں حسب ذیل حقیقتیں پائی جاتی ہیں :-

فصل اوّل

مَوجُودہ زندگی میں اِنسان کی حالت

(۱) اِنسان کیا ہی؟

(الف) اِنسان دو چیزوں سے بنا ہی یعنی رُوح اور جسم سے۔ اور یہہ رُوح اور جسم دو جدا چیزیں ہیں۔ جسم مٹی سے بنا ہی اور برباد ہو جاتا ہی لیکن رُوح کو سوائے خالق کے کوئی اور برباد نہیں کر سکتا +

متی ۱۰: ۲۸۔ ”جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور رُوح کو قتل نہیں کر سکتے اُن سے نہ ڈرو۔ بلکہ اُسی سے ڈرو جو رُوح اور بدن دونوں کو جہنم میں ہلاک کر سکتا ہی“۔ باوجود اِس کے خالق نے اِسکو ایسا بنایا ہی کہ وہ کسی عنصری عمل سے برباد نہیں ہو سکتی چنانچہ۔

(ب) ”رُوح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی“ (لوقا ۲۴: ۳۹) یعنی وہ کوئی مرکب چیز نہیں ہی۔ ایک ایسا سادہ مادہ ہی کہ اُس میں سڑ جانے کا کوئی ذاتی اصول نہیں ہی۔ اِس لئے جسم سے جُدا ہو کر بھی وہ قایم رہنے کے قابل ہی +

لاکھوں فرشتوں اور اُن پلوٹھوں کی عام جماعت یعنی کلیسیا جن کے نام آسمان پر
لکھے ہیں اور سب کے منصف خدا اور کامل کئے ہوئے راستبازوں کی روحوں
اور نئے عہد کے درمیانی یسوع اور اُس کے چھڑکے ہوئے خون کے پاس
آئے ہو جو ہابیل کے خون کی نسبت بہتر باتیں کہتا ہے" +

۲ قرنتیوں ۵: ۱- "ہم جانتے ہیں کہ جب ہمارا خیمے کا گھر جو زمین پر ہے
گر جائیگا تو ہم کو خدا کی طرف سے آسمان پر ایک ایسی عمارت ملیگی جو ہاتھ کا بنا
ہوا گھر نہیں بلکہ ابدی ہے" +

فلپیوں ۱: ۲۳و۲۴- "میرا جی تو یہہ چاہتا ہے کہ کوچ کر کے مسیح کے پاس جا
رہوں کیونکہ یہہ بہت ہی بہتر ہے- مگر جسم میں رہنا تمہاری خاطر زیادہ ضروری ہے"

۲- شریروں کی روحیں عذاب کی حالت میں جاتی ہیں- جیسے اُس امیر
آدمی کا حال ہوا جس کا غریب لعزر کے ساتھ ذکر آیا ہے کہ "وہ دولتمند بھی
موا اور دفن ہوا- اُس نے عالم ارواح کے درمیان عذاب میں مبتلا ہو کے
اپنی آنکھیں اُٹھائیں"- وغیرہ (لوقا ۱۶: ۲۳) +

یاد رہے کہ اس موت کے بعد روح آسمان میں جاتی ہے اور یا دوزخ میں اور
کسی اور جگہ نہیں- کیونکہ کلام اللہ میں نہ تو پرگے ٹوری (محمدی اعراف) کا
اور نہ دیگر جانوروں میں جانے کا ذکر ہے- جیسا ہندوؤں اور قدیم مصریوں اور افریقہ
کی قوموں کا خیال رہا ہے- اگر گناہ یا نیکی کے سبب انسان کو سزا یا جزا ملنی واجب
ہے- تو ضروری امر ہے کہ اُس کی انسانیت اور شخصیت قایم رہے اور سوائے بائبل
مقدس کی تعلیم کے یہہ امر نہ تو کہیں بیان ہوا ہے اور نہ اُس کی تحصیل و قیام کی مناسب
اور ممکن صورت بتلائی گئی ہے جانور بننا یا خدا میں سے ہو جانا انسان کو انسانیت

سے خارج کرنا ہے اصل حال ہم پر خداوند یسوع نے ظاہر کر دیا ہے +

فصل سوم

قیامت اور عدالت

(۱) خداوند کریم نے روح کی بقا کے لحاظ سے اُسکے جسم کی قیامت کو روا
کر دیا ہے- وہ وقت آویگا کہ یہہ مرا ہوا جسم پھر اُٹھایا جائیگا اور تب وہ بقا کا جامہ پہنکر
اُٹھیگا- یہہ نفسانی جسم روحانی جسم سے بدلکر اُٹھیگا- اس صورت میں انسان کی اپنی
شخصیت جو روح اور جسم کے میل سے اس دنیا میں اسکو دی گئی ہے وہ اس موت
کے بعد بھی قایم رہیگی اور انسان انسان ہی رہیگا- شخصیت میں علم نفسی اور فہم
شامل ہیں- ۱ قرن ۱۵: ۴۲- "مردوں کی قیامت بھی ایسی ہی ہے جسم فنا کی
حالت میں بویا جاتا ہے اور بقا کی حالت میں جی اُٹھتا ہے (آیت ۴۴) نفسانی
جسم بویا جاتا ہے اور روحانی جسم اُٹھتا ہے"- خیال رہے کہ قیامت میں جی اُٹھنا
جسم کا ہوگا نہ کہ روح کا کیونکہ روح تو زندہ ہی رہتی ہے +

جسم کی بقا اس بات میں ہوگی کہ وہ پھر دکھ بیماری اور موت کے قابل نہ رہیگا
سڑ جانیوالا مادہ اُس میں نہیں ہوگا- اور روحانی جسم یہہ نہیں ہے کہ جسم بھی روح
بنجائیگا- بلکہ یہہ کہ جسم تو وہ رہیگا مگر روح کی طرح لطیف ہوگا ایسا کہ بھوکھ اور پیاس
نہوگی اور نہ نیند- لیکن دن رات خدا کی بندگی میں رہیگا (مکاشفات ۲۱: ۴)
یہی کام اُس کے لئے اس زندگی میں تھا اور یہی پھر تا ابد رہیگا +

(۲) انسان اپنی روح اور قیامت والے جسم کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہیگا یعنی
موت نہوگی- مگر نجات اور گناہ کے سبب اُسکی ہمیشگی کی حالتیں مختلف ہونگی یعنے

پیدا کی گئی تھی عرفان راستبازی اور پاکیزگی رکھتی تھی +

اِس اِنسان نے گناہ کر کے وہ صورت الٰہی کھو دی اور موت کو اپنے لئے لازمی کر لیا جب تک کہ پھر اُس صورت پر بحال نہ ہووے۔ اگر اُس کا عرفان اور سچائی قایم رہتے تو اِنسان ہمیشہ جیتا رہتا۔ اور موت کے بغیر اُسکا جسم بھی جلالی اور روحانی جسم ہو جاتا۔ جیسے فرشتے ہیں۔ مگر گناہ کرنے کے سبب ابدی زندگی سے روکا گیا (پیدائش ۳: ۲۲ بمقابلہ روم ۵: ۱۲) اور اِنسان کی یہہ حالت مشاہدہ سے بھی ایسی ہی نظر آ رہی ہے +

(۲) موت کیا ہے؟

روح اور جسم کا جدا ہونا موت ہے۔ اِن کو خدا نے ایک شخصیت میں ملایا تھا۔ جب مٹی کے قالب میں زندگی کا دم پھونکا اور آدم جیتی جان ہو گیا۔ مگر پھر یہہ امر لاجاری ہو گیا کہ "آدمیوں کیلئے ایک بار مرنا مقرر ہے" (عبرانی ۹: ۲۷) موت ہندوؤں والے تناسخ کے پہئے کی ہستی نہیں ہے جسکو پرمیشور ہر فرد کے لئے بار بار گھماتا رہتا ہے لیکن ہر ایک کے لئے موت ایکبار مقرر کی گئی ہے اور بس پھر روح اور جسم ملینگے اور اگرچہ اہل سائنس نے بڑی بڑی طاقتور میکراس کوپ لگا کر عنصری چیزوں میں مرجھا جانے یا برباد ہو جانے کا اصول اُنکی ترکیب میں دیکھا ہے مگر اِس درندے جانور موت کا وہ ڈنک اُن کو نظر نہیں آیا جسکے لگنے سے اِنسان مرجاتا ہے اسکا پتہ کلام اللہ میں ملتا ہے کہ "موت کا ڈنک گناہ ہے" (۱ قر ۱۵: ۵۶) گناہ ایک ڈنک ہے جسکے ڈسنے سے آدمی مرتا ہے۔ اور سب آدمی اِس لئے مرتے ہیں کہ وہ اس ڈنک کے ڈسے ہوئے ہیں۔ "وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مریگی" (حزقیئل ۱۸: ۲۰) +

بس اِس دنیا میں بدی کے آغاز اور ازاں موجب دکھ اور موت کا یہہ سچا

احوال ہے اور وہ جس کو بائبل خدا اور خالق قرار دیتی ہے اُس کی ذات مثل برہما کے آواگون کے بس میں نہیں ہے بلکہ وہ آزاد اور راست اور اپنی ہر صفت میں پاک ہے اور سب کچھ اپنی مرضی کی مصلحت کے مطابق کرتا ہے +

فصل دوم

موت کے بعد انسان کی حالت تا قیامت

موت کے بعد جسم تو مٹی میں مٹی ہو جاتا ہے جیسا ظاہر بھی ہے مگر روح کہاں جاتی ہے؟ بائبل میں دیکھو +

(۱) ایمانداروں کی روحیں جلال اور خوشی کی حالت میں جاتی ہیں۔ یعنی بہشت میں +

عہد عتیق کی کتاب واعظ ۱۲: ۷ میں لکھا ہے۔ "اُس وقت خاک خاک سے جا ملیگی جس طرح آگے ملی ہوئی تھی اور روح خدا کے پاس پھر جائیگی جس نے اُسے دیا" مگر اِس کی تفصیل عہد جدید میں خداوند یسوع مسیح اور اُس کے رسولوں نے حسب ذیل کی ہے کہ ایک تائب ڈاکو نے خداوند یسوع سے درخواست کی تھی کہ "اے یسوع جب تو بادشاہ ہو کر آئے تو مجھے یاد کرنا"۔ یسوع نے اُسے جواب دیا کہ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا" (لوقا ۲۳: ۴۲ و ۴۳) پھر دوسرے موقعہ پر خداوند نے فرمایا کہ وہ غریب مرگیا اور فرشتوں نے اُسے لیجا کر ابراہیم کی گود میں رکھدیا" (لوقا ۱۶: ۲۲ و ۲۳) ابراہیم کی گود اور فردوس آئندہ خوشی اور جلالی جگہ کے لئے محاورے استعمال کئے گئے ہیں۔ پھر دیکھو نامہ عبرانیوں ۱۲: ۲۳ "تم صیحون کے پہاڑ اور زندہ خدا کے شہر یعنی آسمانی یروشلم کے پاس آئے ہو۔ اور

ایک محفوظ اور دوسری حالت عذاب ہوگی۔ دیکھو یوحنا ۵: ۲۹۔ "وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اُس کی آواز سُنکر نکلینگے جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کیواسطے اور جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کیواسطے"۔ اور متی ۲۵: ۳۴-۴۱-۴۶ میں ہے۔ "اُس وقت بادشاہ اپنی دہنی طرف والوں سے کہیگا کہ آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو جو بادشاہت بنائے عالم کے وقت سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اُسے میراث میں لو۔" "پھر وہ بائیں طرف والوں سے بھی کہیگا۔ اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اُس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے"۔ اور یہہ ہمیشہ کی سزا پائینگے مگر راستباز ہمیشہ کی زندگی"۔ سزا کی حالت کو آگ اور رونے اور دانت پیسنے سے مثال دیا گیا ہے (متی ۱۳: ۴۹-۵۰)۔ یہ بتلایا نہیں گیا کہ سزا کی ہمیشگی کب تک رہیگی +

(۲) قیامت ہونے پر کوئی گڑبڑی نہ ہوگی چونکہ (الف) لکھا ہے کہ جب خداوند مسیح کی آواز سنائی جائیگی تو اُس کے برگزیدہ لوگ جو مر گئے ہیں پہلے اُٹھینگے اور جمع کئے جائینگے اور جو زندہ رہینگے اُن کے ساتھ ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے۔ (متی ۲۴: ۳۰ و ۳۱۔ اور ۱۔ تسلونیقیوں ۴: ۱۶و۱۷) اور اُسوقت وہ لوگ جو صرف نام کے عیسائی پانچ نادان کنواریوں کی مانند رہے ہیں اُس حضوری سے باہر رہجائینگے۔ یعنی آسمان کی بادشاہت کی وہ حالت جو متی ۲۴: ۴۳-۵۱ میں دیانتدار اور خراب نوکر کی تمثیل اور باب ۲۵ میں دس کنواریوں کی تمثیل اور توڑوں کی تمثیل سے بیان ہوئی ہے وہ اب گذر رہی ہے نہ کہ قیامت کے بعد گذریگی۔ قیامت کے بعد تو صرف نتیجے ظہور میں آوینگے اور باقی سب قوموں کا حال بھی وہی ہوگا جو اُسی باب کی ۳۱-۴۶ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور بھی دیکھو ۲ تسلونیقیوں ۱: ۷-۹۔ پس قیامت ہونے پر یہہ نتیجے عدالتی ظہور میں آجائینگے

کہ راستباز ہمیشہ کی زندگی میں اور شریر ہمیشہ کی سزا میں جائینگے۔ اور ان نتیجوں کو ظاہر طور پر پانیکے لئے ضرور ہے کہ مسیح کے تخت عدالت کے سامنے جا کر ہم سب کا حال ظاہر کیا جاوے تاکہ ہر شخص اپنے اُن کاموں کا بدلا پائے جو اُسنے بدن کے وسیلے سے کئے ہوں خواہ بھلے ہوں خواہ بُرے"۔ (۱۔ قرنتیوں ۵: ۱۰) +

فصل چہارم

ابدی سزا اور ابدی زندگی کی کیفیت

(۱) "ہمیشہ کی سزا" (متی ۲۵: ۴۶) کو موت (رومیوں ۶: ۲۳) اور ابدی ہلاکت کی سزا بھی کہا گیا ہے۔ ۱۔ تسلونیقیوں ۱: ۹۔ اور ہمیشہ کی زندگی وہ حالت بتلائی گئی ہے جس میں موت نہ رہیگی (مکاشفات ۲۱: ۴) اور ہمیشہ کی سزا یا موت کو گناہ کی مزدوری کہا گیا ہے اور ہمیشہ کی زندگی کو خدا کی بخشش کہا گیا ہے۔ یعنے ابدی موت تو گناہ کی کمائی کا نتیجہ ہے لیکن ابدی زندگی ہماری کمائی نہیں صرف خدا کی بخشش ہے جو یسوع مسیح کے وسیلے ملتی ہے۔ (روم ۶: ۲۳) +

بعض مسیحی گمان کرتے ہیں کہ موت یا ابدی ہلاکت سے مراد نیستی ہے۔ گناہگار ہستی میں نہ رہینگے اور اپنی نیست شدہ ہستی کو پھر نہ دیکھینگے اور کہ روح بجائے خود بھی غیر فانی نہیں ہے اسلئے بے ایمان سب نیست کئے جائینگے۔ اور ہمیشہ کی زندگی جو ایک انعام ہے صرف اُن کو ملیگی جو مسیح خداوند پر ایمان رکھتے ہیں۔ جیسا رومیوں ۶: ۲۳ میں بیان کیا گیا ہے +

ہمارے نزدیک اِس خیال میں کچھ زبردستی ہے۔ مقامات مذکورہ میں موت یا ہلاکت کے معنی نیستی نہیں ہوسکتے کیونکہ (۱) اُس موت کی حالت میں گناہگاروں کا شغل

بیان ہوا ہے کہ کیا کرتے رہینگے یعنی رونا اور دانت پیسنا (متی ۱۳: ۴۹ و ۵۰)۔ اور پھر
(۲) جب گناہگار نیست ہو گیا ہستی میں نہ رہا تو سزا تو کچھ نہ ہوئی۔ اور فنا ہو جانیسے
سزا کی ابدیت کے کچھ معنی نہ ہوئے۔ البتہ اگر ابدیت کے معنی بھی فور آگئے جائیں
تب تو کچھ بات بن سکتی ہے ۔

اِس امر کی توضیح میں حسب ذیل بیان کیا چاہتا ہوں۔ یعنی انسان کی فنا اور بقا
کی بابت :-

پیدائش ۲: ۷ میں لکھا ہے کہ "خداوند خدا نے زمین کی خاک سے آدم کو بنایا اور
اُس کے نتھنوں میں زندگی کا دم (روح) پھونکا سو آدم جیتی جان ہوا"۔ اِس آیت
سے صاف ظاہر ہے کہ زندگی کا دم یا روح اُسکے خاکی بدن سے جدا چیز تھی۔ اب
بدن کو فانی کہا گیا ہے۔ (مقابلہ کرو رومیوں ۶: ۱۲ اور ۸: ۱۱۔ ۱ قرنتیوں ۱۵: ۵۳ و ۵۴
اور ۲ قرنتیوں ۴: ۱۱) اور قیامت بھی اِس فانی بدن ہی کی ہوگی۔ "وہ جو فانی ہے
زندگی میں غرق ہوگا"۔ "یہہ فانی جسم بقا کا جامہ پہنیگا"۔ (۲ قرنتیوں ۵: ۴ اور
۱ قرنتیوں ۱۵: ۵۳)۔ اِسی طرح رومیوں ۶: ۱۲ میں بھی جسم کو فانی کہا ہے اور اُسکا حیات
ابدی یعنی بقا کو پانا خدا کی بخشش قرار دیا ہے (آیت ۲۳) اِس مقام سے یہہ بھی مصرح
ہے کہ جسم کا فانی ہونا گناہ کا نتیجہ نہیں ہے کیونکہ گناہ کا نتیجہ کُل وجود کیلئے سزا یہ موت
ہے۔ لہذا وہ نتیجہ جو بعض صاحبان نے موخر آیت سے روح کی فنا یا بقا کی بابت
نکالا ہے بالکل بے معنی اور نادرست ہے۔ اس میں حیات ابدی جسم کیلئے جتائی گئی ہے نہ کہ روح
کیلئے۔ بدن کی بابت یہہ بتلایا گیا کہ وہ فانی اور سڑ جانیوالا ہے اور اسلئے اُسکے واسطے
بقا کی ضرورت ہے۔ مگر روح کی بابت ایسا نہیں کہا ہے۔ کیونکہ وہ جیتی جان ہے ۔

پھر انجیل میں بھی بدن اور روح میں فرق جتایا گیا ہے۔ "جو بدن کو قتل کرتے

ہیں اور روح کو قتل نہیں کر سکتے" (متی ۱۰: ۲۸)۔ اور ساتھ ہی گناہگار بے ایمان کی
روح اور بدن دونوں کے جہنم میں ہلاک ہو سکنے کی بابت جتایا ہے کہ "اُس سے
ڈرو جو روح اور بدن دونوں کو جہنم میں ہلاک کر سکتا ہے"۔ (بمقابلہ یوحنا ۳: ۱۶۔ اور
۲ تسلونیقیوں ۱: ۹) ۔

اب اِس ابدی ہلاکت یا جہنم میں ہلاکت کے کیا معنی ہیں۔ کیا نیستی؟ ہمنے
ماقبل پیرا میں دکھلایا کہ ابدی زندگی خاکی جسم کے لئے بتلائی گئی اور وہ بھی ایمانداروں
کے جسم کے لئے۔ اس حال میں اگر ہلاکت کے معنی فنا یا نیستی لئے جاویں تو بالمقابل
فقط جسم کے حق میں ہو سکتی ہے نہ کہ روح کے حق میں۔ قطع نظر اِس سے ہم لفظ ہلاکت
ہی کو جانچیں۔ یوحنا ۳: ۱۶ میں ہے "تاکہ جو کوئی اُسپر ایمان لاوے ہلاک نہ ہو"۔ جو
لفظ اصل زبان کا اس مقام میں ہلاکت کے لئے استعمال ہوا ہے۔ وہی عبرانیوں
۱: ۱۱ میں زمین اور آسمان کی ہلاکت کی بابت آیا ہے۔ اور مراد نیست ہو جانے سے
نہیں ہے لیکن موجودہ ہستی یا حالت کے تبدیل ہو جانے سے ہے۔ پھر لوقا ۱۵: ۱۷
میں صرف لڑکے کی بھوک کی حالت کے لئے آیا ہے۔ اور اسی باب میں اور چھہ دفعہ
یہہ لفظ آیا ہے (۴ و ۶ و ۸ و ۹ و ۲۴ و ۳۲ آیات ہیں) جن میں ایک بھیڑ کی کھوئی ہوئی
حالت کو بیان کیا ہے اور درہم کے کھوئے جانے پر استعمال ہوا ہے۔ نہ کہ اُن چیزوں کی
عدم ہستی کو جتاتا ہے۔ لفظ ہلاکت کے اس استعمال سے ظاہر ہے کہ ہلاکت کے معنی
نیستی کے نہیں ہیں لیکن تبدیلی حالت کے ہیں جب ہو پہلی حالت ویران ہو جاتی
ہے۔ اور بائبل کی رو سے کوئی چیز ایسی ہلاک نہیں ہوتی کہ نیست ہو جائے۔ تبدیلی
ضرور بتلائی گئی ہے۔ آسمان و زمین کی اور سب چیزوں کی بھی۔ اور انسان کی بھی
تبدیلی ہی ہوگی نیستی نہیں۔ یہی اظہار فلاسفی اور سائنس کا ہے گو بائبل اُنکی مدد کی محتاج

نہیں ہی ✣

علاوہ ازیں کلام اللہ سے یہہ بھی ظاہر ہی کہ آدمی صرف جسم ہی نہیں ہی اور نہ صرف روح ہی ہی بلکہ دونوں کا اجتماع ہوکر آدم جیتی جان ہوا۔ یہہ انسان کے وجود کی ماہیت ہی اور اسی وجودیت میں وہ اپنی شخصیت رکھتا ہی۔ اس صورت میں اسکی بقا یا فنا میں دو باتیں لازمی ہونگی۔ ایک یہہ کہ اگر اسکو بقا ہی اور خواہ فنا تو اُس کی اس مرکب ماہیت کو ہی۔ لیکن ہم دیکھہ چکے ہیں کہ کلام میں صرف جسم کو فانی کہا ہی اور ایمانداروں کے لئے اسکو بقا والے جسم میں بدل دینے کی خبر ہی۔ دوسرے یہہ کہ اگر انسان نے آرام یا سزا پائی ہی تو اپنی اس وجودی ماہیت ہی میں پاسکتا ہی۔ اور اس لئے بائبل میں مُردگان کی قیامت کی تاکیدی خبر آئی ہی۔ کیونکہ "جب خاک خاک سے جا ملیگی اور روح خدا کے پاس پھر جائیگی جسنے اُسے دیا"۔ (واعظ ۱۲: ۷) تو انسان کا شخصی ماہیت والا وجود قائم نہیں رہتا اور آدمی جزا اور سزا کو خوشی یا دُکھہ کرکے محسوس ہی نہیں کرسکیگا۔ لیکن اگر وہ وجود پھر قائم کیا جاوے (اُسکی حالت خواہ کیسی ہی مبدل ہو) تب وہ شخصیت والی شخص جزا اور سزا کو محسوس کرسکتی ہی مگر نیستی یا جون سے انسان کی ہستی کا یہہ مقصود حاصل نہیں ہوسکتا۔ (مقابلہ کرو ۲ قرنتیوں ۵: ۱-۳)۔ لہذا کلام اللہ کے بیان کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایمانداروں کے اس جسم کے بجائے روحانی اور نورانی جسم ہوگا تاکہ آسمانی خوشیوں کو بھوگ سکیں اور گناہگاروں کا جسم ایسا ہوگا کہ ہمیشہ کی آگ کا دُکھہ جھیلا کرے۔ زندگی کی قیامت اور سزا کی قیامت کا یہی مطلب ہوسکتا ہی۔ (یوحنا ۵: ۲۹)

(۲) **ہمیشہ کی زندگی کس بات میں ہی؟** ۔ اول صورت تو اُسکی یہہ ہی کہ موت سے بچے رہنا اور ہمیشہ جیتے رہنا۔ مگر دوم محض جیتے رہنے ہی کو

انجیل میں ہمیشہ کی زندگی نہیں کہا ہی۔ بلکہ خدا کی پہچان اور سنگت میں آرام اور خوشی سے جیتے رہنا ہمیشہ کی زندگی ہی۔ متی ۱۳: ۴۳۔ "اُس وقت راستباز اپنے باپ کی بادشاہت میں آفتاب کی مانند چمکینگے"۔ متی ۲۵: ۳۴ "وے اُس بادشاہت کے وارث ہونگے" ✣

"قیامت میں بیاہ شادی نہ ہوگی بلکہ لوگ آسمان پر فرشتوں کی مانند ہونگے" (متی ۲۲: ۳۰) نفسانی عیش یا دکھہ نہ رہینگے کیونکہ جسم نفسانی نہ رہیگا۔ روحانی اور جاودانی خوشی حاصل ہوگی۔ تولید سے بقاء نسل انسانی کی ضرورت نہ ہوگی۔ کیونکہ موت نہ رہیگی ✣

ابدی زندگی کی یہہ کیفیت خداوند یسوع نے یوحنا رسول پر رویا میں بہ تفصیل ذیل کشف کی تھی۔ (مکاشفات باب ۲۱) ✣

(۱) آسمانی شہر یعنی نئی یروسلم جہاں خدا کے بندے ہمیشہ رہینگے۔ آیت ۱ و ۲ و ۲۲ و ۲۳ ✣

"پھر میں نے ایک نئے آسمان اور نئی زمین کو دیکھا۔ کیونکہ پہلا آسمان اور پہلی زمین جاتی رہی تھی اور سمندر بھی نہ رہا۔ (۲) پھر میں نے شہر مقدس نئے یروسلم کو خدا کے پاس سے آسمان پر سے اُترتے دیکھا۔ اور وہ اُس دلہن کی مانند آراستہ تھا جسنے اپنے شوہر کیلئے سنگار کیا ہو"۔ (۲۲) اور میں نے اُس میں کوئی مقدس نہ دیکھا اس لئے کہ خداوند خدا قادر مطلق اور برہ اُس کا مقدس ہیں۔ (۲۳) اور اُس شہر میں سورج یا چاند کی روشنی کی کچھہ حاجت نہیں کیونکہ خدا کے جلال نے اُسے روشن کر رکھا ہی اور برہ اُس کا چراغ ہی" ✣

(۲) اُس آسمانی شہر کی ابدی خوشوقتی۔ آیت ۳ - ۷ ✣

خداکا خیمہ آدمیوں کے بیچ میں ہے وہ اُن کے ساتھ خیمہ کریگا۔ اور وہ اُسکے لوگ ہونگے۔ اور خُدا آپ اُن کے ساتھ رہیگا اور اُن کا خُدا ہوگا۔ ۴ اور وہ اُن کی آنکھوں کے سب آنسو پونچھ دیگا۔ اِس کے بعد موت نہیں رہیگی اور نہ ماتم رہیگا نہ آہ و نالہ نہ درد۔ کیونکہ پہلی چیزیں جاتی رہیں۔ ۵ اور جو تخت پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے کہا کہ دیکھہ میں ساری چیزیں نئی بناتا ہوں۔ پھر اُسنے کہا کہ لکھہ لے۔ کیونکہ یہہ باتیں سچ اور برحق ہیں۔ ۶۔ پھر اُس نے مجھہ سے کہا کہ یہہ باتیں پوری ہوگئیں۔ میں الفا اور اومیگا یعنی ابتدا اور انتہا ہوں۔ میں پیاسے کو آبِ حیات کے چشمہ سے مفت پلاؤنگا۔ ۷۔ جو غالب آئے وہی اِن چیزوں کا وارث ہوگا۔ اور میں اُسکا خدا ہونگا اور وہ میرا بیٹا ہوگا"۔ (اور بھی مکاشفہ ۷: ۱۵ و ۱۶) ✣

(۳) آسمانی شہر کے باشندے۔ آیت ۲۴-۲۷ ✣

۲۴۔ "قومیں اُسکی روشنی میں چلیں پھرینگی۔ اور زمین کے بادشاہ اپنی شان و شوکت کا سامان اُس میں لائینگے"۔ وغیرہ۔ (یعنے فرمانبرداری کرینگے) ۲۷۔ "اور اُس میں کوئی ناپاک چیز۔ یا کوئی شخص جو گھنونے کام کرتا یا جھوٹی باتیں گھڑتا ہے ہرگز داخل نہو سکیگا مگر وہی جن کے نام برّے کی کتابِ حیات میں لکھے ہوئے ہیں"۔ ✣

خدا باپ اور بیٹے اور ایمانداروں میں وہ مطلوبہ یگانگت جسکا خداوند مسیح نے یوحنا ۱۷: ۲۱-۲۴ میں اظہار کیا ہے اور جو اِس دُنیا میں پوشیدہ اور نامفہوم سی ہے۔ وہ یگانگت کامل اور ظاہر طور سے اُسوقت حاصل ہوگی۔ اور یہہ یگانگت بندگانِ خدا کو ہمیشہ جیتا رکھیگی اور خوش رکھیگی (مکاشفہ ۲۱: ۳ و ۴) اِس دُنیا میں ایماندار ایمان اور محبت اور فرمانبرداری کے ذریعہ مسیح میں قائم۔ رہتے اُس میں ملے رہتے اور مسیح خداوند اپنی روح کے وسیلے ہماری روحوں کو زندگی اور فضل دینے سے ہم میں

قایم ہوتا ہے (یوحنا ۱۵: ۴) مگر اُس آسمانی شہر ندکورہ میں وہ جو ہمیشہ زندہ ہے ہمکو ہمیشہ کی زندگی دیدیگا۔ اور یوں خدا اور برّہ ہمارے ساتھ اور ہمارے درمیان علانیہ طور سے رہینگے۔ اور اُس جلال میں ہم باپ اور بیٹے کے ساتھ ایک ہونگے جسکے لیے مسیح نے درخواست کی تھی (یوحنا ۱۷: ۲۲ و ۲۴ و ۲۶) اِس دُنیا میں اِس یگانگت کی ضرورت ہے تاکہ دُنیا جانے کہ باپ نے بیٹے کو بھیجا ہے (یوحنا ۱۷: ۲۱) کہ وہ لوگوں کا خدا سے میل کروا سکتا ہے اور آسمانی شہر میں ہمیشہ کی زندگی میں بنے رہنے کیلئے اُس یگانگت کی تا ابد ضرورت رہیگی ✣

ابدی زندگی کا یہہ احوال ہے جو خداوند یسُوع مسیح نے اِنسان پر ظاہر کیا ہے کہ خدا نے اِنسان کو پیدا کیا نہ کہ وہ خدا کے وجود کا حصّہ ہے۔ اور کہ نیک اِنسان اپنی مخلوق حالت میں خدا کے پاس ہمیشہ آسمانی خوشی اور آرام اور سلامتی پائیگا۔ اور یہہ نہیں کہ خدا میں سے ہو کر اپنی جُدا ہستی اور شخصیت کو کھو دیگا۔ ایسی ہمیشہ کی زندگی کے لئے کوشش کرنا ضروری اور معقول معلوم ہوتا ہے اور یہہ ایک ممکن امر ہے اور خدا اور انسان کی شان کے لایق ہے۔ اور عیسائی ہونے کی یہی غرض ہے کہ ہم ایسی غیر فانی اور بے داغ اور لازوال میراث کو حاصل کریں" وغیرہ (۱ پطرس ۱: ۴ و ۵) ✣

فصل پنجم

نجات کا بیان

مسیحی الٰہیات میں ابدی عذاب سے بچ رہنے اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنے کو نجات کہتے ہیں۔ یہہ نجات ہندوؤں والی مکتی سے غیر معاملہ ہے ✣

(۱) اِس میں ضروری امر یہہ تھا کہ ابدی عذاب کے سبب کو دُور کیا جاوے اور سبب اُسکا گناہ ہے۔ اور اِنسان پر گُناہ کے دو اثر ہیں۔ ایک اُسکی ناپاکی۔ دُوسرے اُسکی سزا یعنے موت۔ چنانچہ لکھا ہے رومیوں ۳: ۲۳ "سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں"۔ "گناہ کی مزدوری مَوت ہے" (۶: ۲۳) اِسکے ساتھ دیکھو رومیوں ۵: ۱۲ "پس جس طرح ایک آدمی کے سبب سے دُنیا میں گُناہ آیا اور گناہ کے سبب مَوت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی اِس لِئے کہ سب نے گناہ کیا"۔ اِس کے ساتھ دیکھو پیدایش ۳: ۱۷-۱۹ پھر ناپاکی کا حال دیکھو۔ پیدایش ۸: ۲۱ "اِنسان کے دِل کا حال لڑکپن سے بُرا ہے"۔ ایوب ۱۵: ۱۴ "اِنسان کَون ہے کہ پاک ہو سکے؟ اور جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے کہ صادق ٹھہرے"؟ یوحنا ۳: ۶ "جو جسم سے پیدا ہوا ہے جسم ہے" یعنی گناہ آلودہ ہے۔ اور افسیوں ۲: ۳ ✣

اب اگر اِنسان پر سے گناہ کے یہہ دونوں اثر دُور کئے جاویں تو نجات ہو سکتی ہے ورنہ عذاب ابدی میں پڑا رہیگا ✣

(۲) یہہ گناہ کیا ہے جو اِنسان کو اِس نوبت کو پہنچاتا ہے؟ ۱یوحنا ۳: ۴ "گناہ شرع کی مخالفت ہے" وہ شرع کس کی ہے اور کیا ہے؟ وہ شرع خدائے خالق و مالک کی ہے اور یہہ ہے۔ متی ۲۲: ۳۷-۳۸ "خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبّت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے اور دوسرا اُس کی مانند یہہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبّت رکھ۔ (۴۰) اِن ہی دو احکام پر تمام توریت اور انبیا کی کتابوں کا مدار ہے"۔ اور پھر متی ۷: ۱۲ "جو برتاؤ تم اوروں سے چاہتے ہو وہی تم بھی اُن کے ساتھ کرو۔ کیونکہ توریت

اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے" ✣

(۳) معلوم کرو کہ اِنسان کس کس طرح اِس شرع کے خلاف کرتا رہا ہے رومیوں ۱: ۲۱-۲۳ "اگرچہ اُنہوں نے خدا کو پہچان تو لیا مگر اُسکی الٰہی شان کے لائق اُس کی بڑائی اور شکر گذاری نہ کی۔ بلکہ بیہودہ خیالات میں پڑ گئے اور اُن کے بے وقوف دلوں پر اندھیرا چھا گیا۔ وہ اپنے آپ کو دانا جتا کر نادان بن گئے۔ اور غیر فانی خدا کے جلال کو فانی اِنسان اور پرندوں اور چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت سے بدل ڈالا"۔ روم ۳: ۱۰-۱۸ "چنانچہ لکھا ہے کہ کوئی راستباز نہیں ایک بھی نہیں کوئی سمجھدار نہیں۔ کوئی خدا کا طالب نہیں سب گمراہ ہیں سب کے سب نکمّے بن گئے۔ کوئی بھلائی کرنے والا نہیں ایک بھی نہیں۔ اُن کا گلا کھلی ہوئی قبر ہے۔ اُنہوں نے اپنی زبانوں سے فریب دِیا۔ اُن کے ہونٹھوں میں سانپوں کا زہر ہے۔ اُنکا منہہ لعنت اور کڑواہٹ سے بھرا ہوا ہے۔ اُن کے قدم خون بہانے کے لِئے تیز رفتار ہیں۔ اُن کی راہوں میں تباہی اور بدحالی ہے۔ اور وہ سلامتی کی راہ سے واقف نہ ہوئے۔ اُن کی آنکھوں میں خدا کا خوف نہیں ✣

یہہ گناہ کی کیفیت ہے جسنے ایک تو اِنسان کے دِل کو ناپاک کر رکھا ہے (متی ۱۵: ۱۹ و ۲۰) اور دُوسرے اِنسان کو خدا کے غضب کے تحت میں کیا ہوا ہے (افسیوں ۲: ۳) اور موت کی سزا کے لائق کر دیا ہے جیسا پارہ (۱) میں دِکھلایا گیا۔ اِس حالت میں اگرچہ اِنسان ایسا لاچار ہے کہ نہ تو اپنے تئیں پاک کر سکتا ہے اور نہ سزا کو ٹال سکتا ہے۔ تاہم پاک اور راست خدا کی حکومت میں اپنے گناہوں کا بڑا اندھیر مچا رکھا ہے۔ اور اُس پر اپنے دِل کو تسلّی دے رکھی ہے کہ کیا مضائقہ ہے۔ خدا

بہت کریگا تو ہمکو نیست کر دیگا یا جانوروں کی جون میں ڈال دیگا تو اس سے ہمارا کیا نقصان ہوگا؟ ہاں بعض پیشواؤں نے لوگوں کو دھوکا دیا ہی کہ خدا بخشنے والا ہی اور کہ یہہ سب سنسار خدا کا صرف کھیل ہی اور سب کچھ آپ ہی مٹ مٹا جائیگا اِس موقعہ پر خداوند یسوع اور اُسکے رسولوں کی آگاہی کو یاد کرو کہ متی ۷: ۱۵ و ۱۶ "جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں مگر باطن میں پھاڑنیوالے بھیڑیئے ہیں۔ تم اُنہیں اُن کے پھلوں سے پہچانو گے" وغیرہ (دیکھو گلتیوں ۶: ۷۔ ۱ یوحنا ۴: ۱-۳) ✣

اس حال میں نجات کی فکر ایک ضروری امر ہی اور ذیل میں ہم تبلاتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح نے اُس کے حاصل کرنے کی کیا صورت موجود کی ہی۔ اور نجات کا طالب اِسپر ضرور غور کرے ✣

اوّل۔ خداوند یسوع مسیح نجات دہندہ پر ایمان لانا ✣

(۱) معلوم ہووے کہ یہہ خداوند یسوع مسیح خدا کا ازلی بیٹا ہی ازلی کلمہ ہی جو انسان کو پیدا کرنے سے پہلے ذمہ وار ہو چکا تھا کہ اگر آدمزاد خدا سے باغی ہونگے تو وہ میل اور صلح کرا دیگا۔ جیسا لکھا ہی۔ ۱ پطرس ۱: ۱۸-۲۰ "تمہاری خلاصی فانی چیزوں سے یعنی سونے چاندی کے ذریعہ سے نہیں ہوئی بلکہ ایک بے عیب اور بے داغ بّرے یعنی مسیح کے بیش قیمت خون سے۔ اسکا علم تو بنائے عالم کے پیشتر سے تھا مگر ظہور تمہاری خاطر اخیر زمانہ میں ہوا" ✣

(۲) آدمزاد نے بغاوت کی اور جب وقت مقرری آ گیا کہ وہ ازلی خداوند ظاہر ہو تو اُسنے اِنسانی جسم دھارا کہ کنواری مریم سے روح القدس کی قدرت سے پیدا ہوا اور بڑی بڑی صریح اور واضح دلیلوں سے ثابت کیا کہ میں وہی ازلی کلمہ

ہوں جو نجات کا ذمہ وار بنا تھا (یوحنا ۱: ۱-۱۴۔ اور عبرانیوں ۲: ۳ و ۴ اور ۱ یوحنا ۱: ۱-۳) اور اب میں دُنیا میں بشکل انسانی اِس لِئے ظاہر ہوا تا کہ "اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دوں (متی ۲۰: ۲۸) جاننا چاہیئے کہ ایسا فدیہ انسان کی نجات کیلئے کیونکر ضروری تھا؟ اسکا سبب انجیل مقدس میں یوں بتلایا گیا ہی کہ نجات کیلئے ضروری تھا کہ اِنسان کے گناہوں کی سزا دور کیجاوے تب وہ ابدی ہلاکت سے بچ سکتا ہی۔ لیکن انسان کے راستباز ٹھہرنے یعنی بری قرار دیئے جانے کی اور کوئی صورت نہیں ہی سوائے اسکے کہ خدا فضل کرے اور گناہ معاف کر دیوے مگر اسطور سے کہ خدا کی راستی بھی قایم رہے اور خدا کی راستی اِسبات میں ہی کہ راستبازی کا اجر دیوے اور ناراستی کی سزا دیوے۔ اور اگر ناراستی کی سزا دیئے بغیر معاف کر دیوے تو خدا کی راستی میں فرق آویگا۔ اور راستی اور ناراستی میں کچھ فرق نہ رہیگا۔ اور چونکہ اِنسان ناراستی کی سزا سے کبھی نکل نہیں سکتا تھا اِس لِئے گنہگاروں کے لئے خداوند مسیح نے وہ سزا اُٹھائی اور یوں خدا کے فضل کو گنہگاروں پر جاری کر دیا۔ چنانچہ پولوس رسول نے خدا کے فضل کی اِس بخشش کی بابت یوں استدلال کیا ہی۔ روم ۳: ۲۳-۲۶۔ "اِس لئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم رہے۔ مگر اُس کے فضل سے اُس فدیہ کے سبب جو مسیح یسوع نے دیا ہی مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔ اُسے خدا نے اُس کے خون کے وسیلے سے ایک ایسا کفّارہ ٹھہرایا جو اِیمان لانے سے فائدہ مند ہو۔ تا کہ جو گناہ پیشتر ہو چکے تھے اور جن سے خدا نے تحمل کر کے طرح دی تھی اُن کے بارہ میں وہ اپنی راستبازی ظاہر کرے بلکہ اِسی وقت اُسکی راستبازی ظاہر ہو تا کہ وہ خود بھی عادل رہے اور جو یسوع

پر اِیمان لائے اُسکو بھی راستباز ٹھہرانے والا ہو"۔ یہہ وہی بات ہی جسکی بابت خداوند مسیح نے خود ہی بشارت دی تھی کہ "خدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُسنے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُسپر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳: ۱۶) ✣

(۳) اِس کے مطابق خداوند یسوع مسیح نے صلیب پر اپنی جان گنہگاروں کے بدلے فدیہ میں دی اور پھر تیسرے دن مردوں میں سے زندہ ہوا اور یوں نہ صرف یہہ ثابت کیا کہ وہ خدا کا بیٹا ہی بلکہ گنہگاروں کے لئے بھی اپنے کفارہ کی قدرت و تاثیر کو ثابت کیا۔ یعنے ابدی ہلاکت کی سزا کو اِنسان پر سے موقوف کرنے کی قدرت کو ثابت کیا (دیکھو فلپ ۳: ۱۰) اور رومیوں ۴: ۲۵۔ "وہ ہمارے قصوروں کے سبب مارے جانے کے لئے حوالے کر دیا گیا۔ اور ہمارے راستباز ٹھہرنے کیلئے جلایا گیا"۔ یاد رہے کہ اِنسان نے خدا کی شریعت کی عدولی کی اور خدا ہی اِنسان کے بچنے کی تدبیر کر سکتا ہی اور کوئی نہیں۔ لہذا نجات کی تدبیر جو خداوند یسوع نے گنہگاروں کیلئے موجود کی ہی خدا کی محبت اور راستی کی وجہہ سے ہی اور دیگر سب تدبیریں نجات کے اصل مدعا سے بالکل بے تعلق ہیں۔ صرف اِنسانی تدبیریں ہیں ✣

مسیح خداوند کے کفارہ کا یہہ فائدہ اور اثر گنہگاروں کو اُس حال میں پہنچ سکتا ہی اگر گنہگار اُس پر ایمان لاویں ورنہ اپنے گناہوں میں مرینگے۔ چنانچہ خداوند نے فرمایا کہ "جو اُس پر ایمان لاتا ہی اُسپر سزا کا حکم نہیں ہوتا۔ جو اُس پر ایمان نہیں لاتا اُس پر سزا کا حکم ہو چکا" (یوحنا ۳: ۱۸) یہہ وہ گیان ہی جو ہمیشہ کی زندگی کو پہنچاتا ہی۔ خداوند نے فرمایا کہ "ہمیشہ کی زندگی یہہ ہی کہ وہ

تجھہ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہی جانیں" (یوحنا ۱۷: ۳)

دوم۔ نیا جنم پانا۔

ہم نے شروع میں بیان کیا کہ اِنسان پر گُناہ کے دو اثر ہیں۔ ایک ناپاکی۔ دوسرا سزا ہی۔ سزا کو دور کرنے کی واجبی اور واقعی صُورت ہم نے معلوم کر لی اب گناہ کے دُوسرے اثر کا علاج بھی سنو۔ اور سمجھو کہ گناہ کی ناپاکی کیونکر دُور ہووے۔ مسیحی الٰہیات میں اِس کے لئے یہہ اصول مقرر کیا گیا ہی کہ پاکیزگی کے بغیر کوئی خداوند کو نہ دیکھیگا (عبرانیوں ۱۲: ۱۴) یہہ پاکیزگی حاصل کرنے کی تجویز خداوند مسیح نے یہہ فرمائی کہ "میں تجھہ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سر سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھہ نہیں سکتا۔ جبتک کوئی آدمی پانی اور رُوح سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا" (یوحنا ۳: ۳ و ۵) ✣

یہہ نیا جنم ہندوؤں کے آواگون والا جنم نہیں ہی کہ جس سے اِنسان کے ہوش اور کام سب مارے جاویں مگر یہہ نیا جنم اسی زندگی میں وہ جنم ہے جس کے ملنے سے گُناہ والا سبھاؤ اِنسان کے دِل میں سے دُور ہونے لگتا ہی اور ایماندار راستبازی کے کام کرتا ہی اور گناہ نہیں کرتا۔ (۱ یوحنا ۲: ۲۹ اور ۳: ۹) یہہ نیا جنم ہندوؤں والے آواگون کی طرح ایک فرضی خیال نہیں ہی جو موت کے بعد بتلایا جاتا ہی بلکہ یہہ وہ جنم ہی جس کی اِس موجودہ زندگی میں اشد ضرورت ہی جیسا کہ خداوند کے قول سے ظاہر ہی۔ پھر یہہ نیا جنم خدا کی پاک رُوح کے وسیلے سے نہ کہ کسی اِنسانی جتن سے حاصل ہوتا ہی۔ اور اِنسان کا جسمانی گناہ والا سبھاؤ بدلکر رُوحانی پھلدار سبھاؤ ہو جاتا ہی (گلتیوں ۵: ۲۲-۲۵) کلام الٰہی میں اِنسان کو گناہ کے دونوں اثروں کے سبب سے مردہ کہا ہی۔ اور یہہ مسیحی

ایمان اور نیا جنم پانے والوں کو زندہ کئے گئے کہا ہے۔ ”جب قصوروں کے سبب مردہ تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کیا“۔ (افس ۲: ۵) ✤

تنبیہہ۔ یاد رہے کہ ان دو صورتوں سے یعنے ایمان اور نئے جنم سے ایماندار کی کل روش یوں ہوتی ہے جیسے ایک زندہ آدمی کی ہونی چاہئے اُس کی پہلی مُردہ حالت اور اس زندہ حالت میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جیسا لکھا ہے کہ۔ ہم بھی پہلے نادان نافرمان فریب کھانے والے اور رنگ برنگ کی خواہشوں اور عیش و عشرت میں پھنسے ہوئے تھے اور بدخواہی اور حسد میں زندگی گذارتے تھے۔ نفرت کے لائق تھے اور آپس میں کینہ رکھتے تھے۔ مگر جب ہمارے منجی خُدا کی مہربانی اور انسان کے ساتھ اُس کی الفت ظاہر ہوئی تو اُس نے ہمکو راستبازی کے اُن کاموں کے سبب نجات نہیں دی جو ہمنے خود کئے بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نئی پیدائش کے غسل اور اُس رُوح القدس کے ہمیں نیا بنانے کے وسیلہ سے“ وغیرہ (طیطس ۳: ۸) ✤

مسیح کا ایماندار کسی تپشتی کی طرح بے جان سا ہو کر نہیں بیٹھ رہتا کیونکہ تپشیا جیسی یہ ”جسمانی ریاضت کا فائدہ کم“ جانتا ہے (۱ تمط ۴: ۸) بدن کی بابت حکم یہہ ہے کہ ”اپنے بدن سے خدا کا جلال ظاہر کرو“ (۱ کرن ۶: ۲۰) مسیحی ایماندار اپنے جسم کو آگ یا پانی یا بھوکھ اور پیاس سے نہیں مارتا ہے لیکن اُسکو یہہ حکم ہے کہ ”اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو“ (روم ۱۲: ۱) ایسی زندگی ہر ایک آدمی سے مطلوب ہے نہ صرف چند ایک یوگیوں یا صُوفیوں سے اور چاہئے کہ ہر ایک اپنی موجودہ اور آئندہ زندگی اس طرح محفوظ کرے جسطرح پطرس رسول فرماتا ہے۔ کہ

”ہمارے خداوند یسوع مسیح کے خدا اور باپ کی حمد ہو جسنے یسوع مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث اپنی بڑی رحمت سے ہمیں زندہ اُمید کے لئے نئے سر سے پیدا کیا۔ تاکہ ایک غیر فانی اور بیداغ اور لازوال میراث کو حاصل کریں۔ وہ تمہارے لئے جو خدا کی قدرت سے ایمان کے وسیلے آخری وقت میں ظاہر ہونے والی نجات کے لئے حفاظت کئے جاتے ہو آسمان پر محفوظ ہے“۔ (۱ پطرس ۱: ۳-۵) ✤

مسیحی جو جلالی مکتی کے لئے تیار ہوتا ہے اُس کی سیرت وہ ہو جاتی ہے یا ہونی چاہئے جو انجیل متی ۵: ۳-۱۰ میں بتلائی ہے۔ وہ مبارکبادیاں وہ منزلیں یا مرتبے ہیں جو مسیحی اس زندگی میں طے کر کے آسمان پر اجر پاتا ہے۔ صوفیوں اور یوگیوں والی کرتوتوں سے یہہ مسیحی منزلیں طے نہیں ہوتیں لیکن فقط وہ آدمی طے کر سکتا ہے جو خداوند یسوع مسیح کی ”باتیں سُنتا ہے اور اُن پر عمل کرتا ہے“۔ (متی ۷: ۲۴) ✤

”مبارک وے ہیں جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنہیں کی ہے“ ✤

مبارک وہ ہیں جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلّی پاویں گے ✤

مبارک وہ ہیں جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہونگے ✤

مبارک وہ ہیں جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہونگے ✤

مبارک وہ ہیں جو رحم دل ہیں کیونکہ اُن پر رحم کیا جائیگا ✤

مبارک وہ ہیں جو پاکدل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھینگے ✤

مبارک وہ ہیں جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائینگے ✢
مبارک وہ ہیں جو راستبازی کے سبب ستائے گئے ہیں۔ کیونکہ آسمان
کی بادشاہت اُنہیں کی ہے" (متی ۵: ۳-۱۰) ✢

ای ہندو بھائیو! موجودہ زندگی کے دُکھوں سے آواگون مت سمجھو۔
"کیونکہ زمانہ حال کے دُکھ درد اِس لائق نہیں کہ اُس جلال کے جو ہم پر ہونے
والا ہے مقابل ہوں"۔ (رومیوں ۸: ۱۸) ✢

راقم۔ پادری۔ جی۔ ایل۔ ٹھاکرداس۔ اے۔ پی مشن لاہور

مشن پریس لودیانہ۔ پی۔ وائکی منیجر ۱۹۰۸ء

فہرست کُتب سی۔ ایل۔ ایس۔ لودیانہ

شائع ہو چکیں

نمبر	نام کتاب	قیمت	نمبر	نام کتاب	قیمت
۱	بیئبل کی راہ نجات	۳ پائی	۱۶	کیا انجیل منسوخ ہوگئی؟ مصنفہ پادری آر رُوس صاحب	۳ پائی
۲	سورہ فاتحہ مصنفہ پادری آر رُوس صاحب	۱ پائی	۱۷	ہمارا شفیع کون ہے "	۳ پائی
۳	خدا تعالیٰ کے دس احکام "	۳ پائی	۱۸	ویدوںکی قربانیاں مصنفہ پادری پریداس صاحب	۳ پائی
۴	انجیل شریف کی صحت و درستی "	۳ پائی	۱۹	اسماء الٰہی مصنفہ پادری آر رُوس صاحب	۳ پائی
۵	قرآن "	۳ پائی	۲۰	حضرت اسحاق اور اسمٰعیل "	۳ پائی
۶	یسوع مسیح "	۳ پائی	۲۱	روزہ "	۳ پائی
۷	یسوع مسیح کے حق میں پیشین گوئیاں "	۳ پائی	۲۲	نماز "	۳ پائی
۸	یسوع مسیح کی موت اور اُسکا مُردوں میں سے جی اُٹھنا "	۱ پائی	۲۳	ہدایت المُمترین مصنفہ ڈاکٹر ویری صاحب	۳ پائی
۹	بے گناہ نبی "	۳ پائی	۲۴	صفائی کی ضرورت مترجمہ مسٹر رای	۳ پائی
۱۰	محمد صاحب کی سرگذشت "	۳ پائی		میا داس صاحب بی۔ اے	
۱۱	مسیح یا محمد "	۳ پائی	۲۵	جھوٹی و سچی خیرات	۳ پائی
۱۲	سچا اسلام "	۳ پائی	۲۶	پرستش حیوانات	۳ پائی
۱۳	فارقلیط "	۳ پائی	۲۷	ویدوںکی ازلیت و ماہیت مصنفہ پادری پریداس	۳ پائی
۱۴	انصاف کا دن "	۳ پائی	۲۸	خدا ہمارا باپ۔ مصنفہ ڈاکٹر جی۔ ایچ	۳ پائی
۱۵	خدا ہمارا باپ "	۳ پائی		راؤس صاحب	

✲ نیز رومن حروف و گورمکھی زبان میں بقیمت ۳ پائی فی کتاب مل سکتی ہے ✢